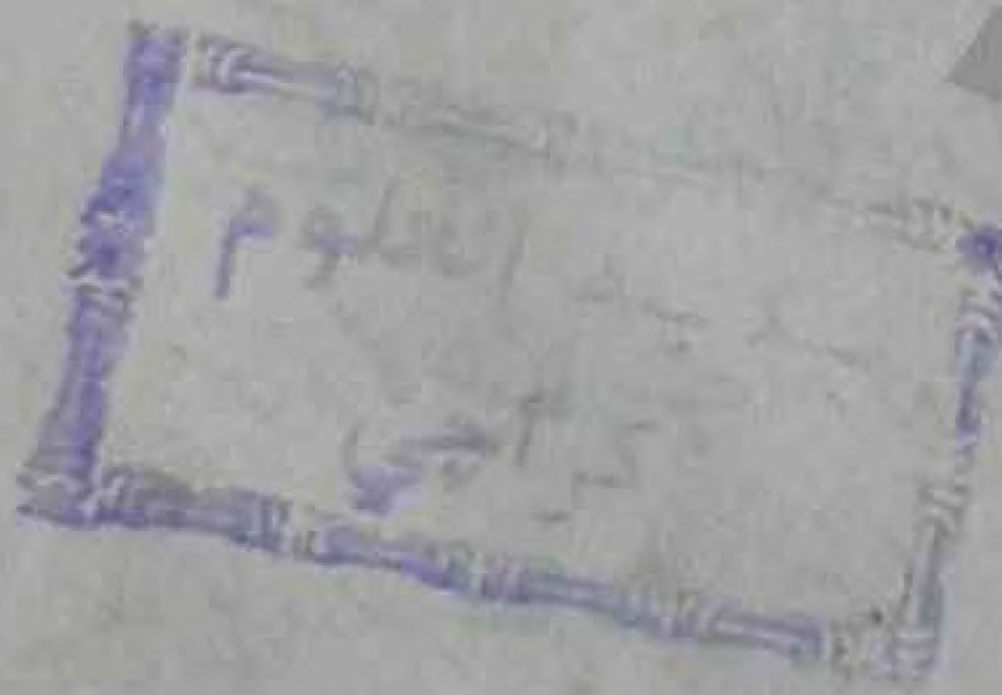


# الفرائد البیضاء

پہلا پارہ

منتخبہ

فخر المحققین، سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ دم ظلہ



maablib.org  
ناشر

ایضاً علامہ (پاکستان) لاہور



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن مجید اسلامی تعلیمات کا وہ سرچشمہ ہے جس کے مندرجات کی نشر و اشاعت کو ہمیشہ مسلمانوں نے ایک اہم دینی فریضہ سمجھا۔

عرب قوم یا عربی دان جماعت کے لیے تو اس کے ترجمے کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ اُن کے لیے صرف تفسیر و تشریح کی ضرورت تھی مگر ایران اور ہندوستان کے ایسے ملکوں میں جہاں کے زیادہ تر افراد عربی زبان سے ناواقف تھے۔ اس کے تحت لفظی معانی کے سمجھانے کے لیے ترجموں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ گیارہویں صدی ہجری میں ایران میں جمال الحقیقین آقا جمال خوانساری نے جو فقہیہ اور محقق بھی تھے فارسی میں بہترین ترجمہ قرآن فرمایا۔ ہندوستان میں اس کے بعد علمائے اہل سنت میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس کا آغاز کیا تو سطلی نگاہ والے سوادِ اعظم مدعیانِ علم میں شور ہو گیا کہ ترجمہ قرآن جائز نہیں ہے۔ آخر یہ شور و غوغا ختم ہوا اور بانغِ نظر محققین علماء نے یہ طے کر دیا کہ عوام کو مضامین قرآن پر مطلع کرنے کے لیے ترجمہ امرِ مستحسن ہے۔ بے شک ترجمہ کو اصل قرآن کا درجہ نہیں حاصل ہو سکتا اور ترجمہ کے پڑھنے سے ثوابِ تلاوت قرآن کا استحقاق نہیں ہوگا۔ یہی نظریہ ہے جو بالکل مسلمات میں داخل ہے اور حق و صواب ہے۔

شیعوں میں سب سے پہلا ترجمہ قرآن جناب غفرانمآب مولانا سید ولد علی طاب ثراہ کے فرزند ارجمند جناب مولانا سید علی صاحب مٹوئی <sup>۱۲۵۹ھ</sup> نے کیا جو اُن کی اردو تفسیر التوضیح المجید کے ضمن میں ہے۔ اس کے بعد سنی و شیعہ بہت سے علماء اس کام کو انجام دیتے رہے مگر ظاہر ہے کہ ترجمہ عربی زبان پر پورے عہد کے ساتھ اردو محاورات میں کامل اقتدار کا طلبگار ہے اور خود اردو زبان کا معیار مختلف ادوار میں اب تک برابر بدلتا رہا اور اُونچے سے اُونچا ہوتا رہا۔ اس لیے ہر دوسرے دور میں پہلے کا ترجمہ ناکافی معلوم ہوا اور یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔

اب تک کے ترجموں میں بلا خوفِ انکار کہا جاسکتا ہے کہ سب سے بہتر ترجمہ مولانا سید قرآن علی صاحب علی اللہ مقامہ کا ہے جو مختصر تفسیر و حواشی کے ساتھ شائع ہوا ہے مگر زمانہ کے ارتقاء کے ساتھ مختلف پہلوؤں کے سامنے آنے کی وجہ سے پھر بھی ایک بلند ترجمہ کی تشکی محسوس ہوتی رہی۔ خصوصاً حواشی میں اس لیے کہ مولانا فرمان علی صاحب مجوم نے متعدد مقامات پر تفاسیر اہل سنت پر اعتماد کر کے حواشی تحریر کر دیے ہیں جو کسی نہ کسی حیثیت سے ہمارے مستند تفاسیر اور ثابت شدہ نظریات کے خلاف ہیں۔ اس کے لیے مزید ترجمہ اور حواشی کی ضرورت برقرار رہی۔

شکر ہے کہ اس ضرورت کی طرف جناب سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مدظلہ کی توجہ مبذول ہو گئی۔



موصوف کے جو قرآنی خدمات اب تک منظر عام پر آئے ہیں اور نیز آپ کی تقریریں اور بیانات جو ہزاروں آدمیوں کے گوش زد ہوتے رہے ہیں اُن کی بناء پر علوم قرآن میں آپ کا تبحر ایک مسلم الثبوت حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اردو کے صاحبِ زبان ہونے کے ساتھ اپنے ادبی کمال کی بلندی کے لحاظ سے بھی اُن کا امتیاز مسلم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں جو ترجمہ کی کامیابی کی ضمانت میں۔ چنانچہ آپ کے ترجمہ کا پہلا پارہ جو اب منظر عام پر آ رہا ہے اُن تمام خصوصیات کا حامل ہے جن کی توقع آپ کے ترجمہ میں کی جاسکتی تھی۔

ذیل میں کچھ ممتاز تراجم میں سے چند آیات قرآن کا ترجمہ اردان کے بالمقابل جناب سید العلماء کا ترجمہ بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے جس سے پتہ چلے گا کہ اس ترجمہ کو موجود تراجم میں کیا امتیاز حاصل ہے۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مولانا فرمان علی صاحب مرحوم: خدا کے نام سے (شرع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے۔ مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی: شروع اللہ نہایت رحم کرنے والے بار بار رحم کرنے والے کے نام سے۔ مولانا علی نقی صاحب قلم: بسم اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا بڑا مہربان ہے۔

(مختصر تشریح) رحمن اور رحیم کی لفظوں میں فرق یہ ہے کہ رحمن اُس رحمت کو بتاتا ہے جو دوست و دشمن اور مومن و کافر سب کو عام ہے اور ایسی رحمت اللہ سے مخصوص ہے اسی لیے غیر اللہ پر اس لفظ کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن رحیم اُس رحمت کا مظہر ہے جو مومنین سے مختص ہے۔ یہ فرق گزشتہ ترجموں سے ظاہر نہیں ہوتا۔ وہ جو دوست و دشمن کو عام تھا اسے مہربانی کہنا درست نہیں بلکہ فیض کی لفظ سے اُس کی تعبیر درست ہے۔ ”رحم کرنا“ ہماری زبان میں مصیبت کے وقت سے مختص ہے۔ یہ تمام انواع رحمت کو شامل نہیں۔ (شرع) کلام میں مقدر ہے لہذا ترجمہ میں بھی مقدر قرار دینا درست ہے۔ اُسے مظہر بنا دینا ترجمہ کے حدود سے تجاوز ہے۔ پھر عبد الماجد صاحب کے ترجمہ کی ترکیب بھی اردو محاورہ کے مطابق نہیں ہے۔

۲۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔

مولانا فرمان علی صاحب: ”تو ہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ۔“ مولانا عبد الماجد صاحب: ”چلا ہم کو سیدھا راستا۔“ مولانا علی نقی صاحب: ”بتا دہ ہم کو سیدھا راستا۔“

(مختصر تشریح) پہلے ترجمہ میں ”ہدایت“ کے معنی ہی نہیں پیدا ہوتے۔ ثابت قدم رکھنا اُس لفظ کے معنی نہیں ہیں دوسرے میں ”چلا“ کی لفظ جبر کا توہم پیدا کرتی ہے۔ آخری ترجمہ میں ہدایت کا مفہوم بھی آگیا اور وہ کی لفظ سے ثابت قدم رکھنے کے معنی بھی آگئے۔

۳۔ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔

مولانا عبد الماجد صاحب: ”اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔“ مولانا فرمان علی صاحب:



”اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔“ مولانا علی نقی صاحب: ”جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے۔ اُس میں سے خیرات کرتے ہیں۔“ (تشریح) مطلق ”خرچ کرنا“ کوئی معنی نہیں۔ فرمانِ علی صاحب نے اس کی کو بریکٹ کے الفاظ سے پُر کر رکھا ہے مگر بریکٹ کا ترجمہ میں داخل ہونا درست نہیں۔ ”خیرات“ کی لفظ اس کی کو دور کر دیتی ہے۔

۴۔ واولئك هم المفلحون

مولانا فرمان علی صاحب: ”اور یہی لوگ اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔“ مولانا عبد الماجد صاحب: ”یہی (پورے) بامراد ہیں۔“ مولانا سید علی نقی صاحب: ”یہ ہیں جو ہر حیثیت سے بہتری پانے والے ہیں۔“ (تشریح) فلاح کے معنی اُمید کے قول کے مطابق انواعِ خیر کے شمول پر مشتمل ہیں۔ ”مراد“ کی لفظ اُنہی چیزوں کو شامل ہے جن کا انسان کو تصورِ اود جن کی طلب ہے۔ فلاح کی لفظ اس سے زیادہ وسعت کی حامل ہے۔

۵۔ اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين۔  
مولانا فرمان علی صاحب: ”یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔ پھر نہ ان کی تجارت ہی نے کچھ نفع دیا اور نہ اُن لوگوں نے ہدایت ہی پائی۔“ مولانا عبد الماجد صاحب: ”یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے گمراہی خرید کر لی ہدایت کے بدلے۔ سو نہ اُن کی تجارت ہی سود مند ہوئی اور نہ وہ راہِ یاب ہوئے۔“ مولانا سید علی نقی صاحب: ”یہ ہیں وہ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی تو نہ اُن کے پیو پار نے نفع دیا اور نہ انہیں ہدایت ہی نصیب ہوئی۔“ (تشریح) پہلے دونوں ترجموں میں سلاست کی کمی ہے اور پہلے ترجمہ میں ”پھر“ کی لفظ بے موقع اور دوسرے میں ”سو“ ہے جو متروک ہے اور ”راہِ یاب“ کی ترکیب غریب ہے۔

۶۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔

مولانا فرمان علی صاحب: ”پس اگر تم یہ نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو۔“ مولانا عبد الماجد صاحب: ”اور اگر یہ نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر اُس آگ سے ڈرو۔“ مولانا سید علی نقی صاحب: ”اب اگر تم نے ایسا نہ کیا اور ہرگز نہیں کر گئے تو پھر بچنے کا سامان کرو اُس آگ سے۔“ (تشریح) ”سکو“ کی لفظ اُن دونوں ترجموں میں اصل سے زائد ہے۔ اس کے بعد افتاء کے معنی ڈرنے کے ہیں ہی نہیں۔ بچنے کا سامان کرنا اس کے لغوی معنی سے مطابقت بھی ہے اور اصل مفہوم کو بھی زیادہ واضح کرتا ہے۔

۷۔ هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا ثم استوى الى السماء فسواهن سبع سموات۔  
مولانا فرمان علی صاحب: ”وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے تمہارے نفع کے لیے زمین کی کل چیزیں کو پیدا کیا۔ پھر آسمان (کے بنانے) کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان سموار (و مستحکم) بنا دیے۔“ مولانا عبد الماجد صاحب: ”وہ وہی (خدا) ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لیے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب پھر اُس نے آسمان کی طرف توجہ کی اور انہیں



سات آسمان درست کر کے بنا دیے۔ مولانا علی نقی صاحب: ”وہ وہ ہے جس نے تمھارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین پر ہے سب پھر آسمان کی طرف رُخ کیا، تو انھیں سات آسمانوں کی صورت میں درست کیا۔“ پہلے ترجموں میں سلاست کی کمی نمایاں ہے۔  
۸۔ انک انت العلیٰ الحکیم۔

مولانا فرمان علی صاحب: ”تو بڑا جاننے والا مصلحتوں کا پہچاننے والا ہے۔“ مولانا عبد الماجد صاحب: ”بے شک تو ہے بڑا علم و حکمت والا۔“ مولانا علی نقی صاحب: ”یقیناً تو بڑا جاننے والا مناسب ہی کام انجام دینے والا ہے۔“  
حکیم کی لفظ کا ترجمہ اُن دونوں میں مفقود یا ناقص ہے۔

۹۔ فتکونامن الظالمین۔

مولانا عبد الماجد صاحب: ”ورنہ تم گنہ گاروں میں سے ہو جاؤ گے۔“ مولانا فرمان علی صاحب: ”(ورنہ) پھر تم اپنا آپ نقصان کر دو گے۔“ مولانا علی نقی صاحب: ”ورنہ تم حد سے قدم آگے بڑھاؤ والوں میں سے ہو گے۔“ (تشریح) ظالمین کا ترجمہ ”گنہگار“ غلط بھی ہے اور مخالفت عصمت سے زیادہ قریب بھی۔ دوسرے ترجمہ میں عصمت کا تحفظ کیا گیا ہے مگر ”اپنا آپ“ الفاظ قرآن کے حدود سے خارج ہے۔ آخری ترجمہ میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو لفظی مفہوم کے حدود سے خارج ہو اور وہ خود قرآن میں جو لفظ ظالم کی تشریح ہے اُس کے مطابق ہے کہ ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون۔  
۱۰۔ ولا تكونوا اول کافر به

مولانا فرمان علی صاحب: ”اور تم سب سے پہلے اُس کے انکار پر موجود نہ ہو جاؤ۔“ مولانا عبد الماجد صاحب: ”اور مت بنو اس کے ساتھ اولین کفر کرنے والے۔“ مولانا علی نقی صاحب: ”اور اس کے اول نمبر کے منکر نہ بنو۔“ پہلے دونوں ترجموں سے اولیت باعتبار زمانہ مستفاد ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ مقصود نہیں ہے بلکہ اولیت باعتبار شدت انکار مراد ہے۔ نیز پہلے دونوں ترجموں میں سلاست کی کمی بھی ظاہر ہے۔

۱۱۔ واستعينوا بالصبر والصلوة وانها لکبيرة الا على الخاشعين۔

مولانا فرمان علی صاحب: ”اور (مصیبت کے وقت) صبر اور نماز کا سہارا پکڑو اور البتہ نماز و صبر تو ہے مگر اُن کا سہارا (پہ) نہیں۔“ مولانا عبد الماجد صاحب: ”اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور وہ بے شک گراں ہے مگر خشوع رکھنے والوں پر نہیں۔“ مولانا علی نقی صاحب: ”اور سہارا صبر اور نماز کا اور یقیناً وہ گراں ہے (سب ہی پر) سوا عظمت الہی سے متاثر دل رکھنے والوں کے۔“ سہارا پکڑنے سے سہارا لینا زیادہ فصیح ہے۔ پہلے دونوں ترجموں میں بریکٹ (نہیں) کی لفظ بلاوجہ عربی کے قاعدے کے جو شے مقدمہ مافی جاتی ہے اُسی کا بیان معنی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ عربی کے لحاظ سے اس استثناء کے قبل مستثنیٰ آمنہ مقدمہ رہتا ہے جسے ”سب ہی پر“ کی لفظ ظاہر کرتی ہے۔ ”نہیں“ تو اِلا کی لفظ سے ضمناً ظاہر ہوتا ہے۔ سوا کی لفظ ظاہر کر دیتی ہے۔ ”خاشعون“ متواضعین کا ہم معنی ہے خاشعین کا نہیں۔ وریا بادی صاحب کے ترجمہ میں ”خشوع رکھنے والوں“ کہا گیا ہے۔ اس میں خاشعین کی



لفظ سے جو واقف ہو، اس کے لیے ترجمہ ہی نہیں کیا گیا ہے۔ یہ تمام تقاضے آخری ترجمہ میں در کر دیے گئے ہیں۔

## ۱۲۔ وانی فضلتکم علی العالمین۔

مولانا فرمان علی صاحب ہم نے تم کو سارے جہاں کے لوگوں سے بڑھا دیا۔ مولانا عبد الماجد صاحب: تمہیں دنیا جہاں والوں پر <sup>فضلیت</sup> دی۔ مولانا علی نقی صاحب: میں نے تمہیں تمام مخلوق سے زیادہ عطا کیا۔ (تشریح) یہ بنی اسرائیل سے خطاب سے پہلے دونوں ترجموں میں فضلتکم کو فضلیت سے مشتق قرار دیا ہے حالانکہ بنی اسرائیل کا تمام اقوام سے افضل ہونا قرآن کی دوسری آیتوں کے خلاف ہے۔ حقیقت میں فضلتکم فضل یعنی زیادتی عطا سے مشتق ہے جس کا تیسرے ترجمہ میں محفوظ کیا گیا ہے۔

۱۳۔ واذ نجینا کم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یدبجون ابنائکم ویستحبون نساءکم۔  
مولانا فرمان علی صاحب: اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہیں (تمہارے بزرگوں کو) قوم فرعون (کے بچے) سے چھڑایا جو تمہیں بڑے دکھ دے کے ساتے تھے۔ تمہارے لڑکوں پر تو چھری پھرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو اپنی خدمت کے لیے) زندہ رہنے دیتے تھے۔ مولانا عبد الماجد صاحب: اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی تھی جو تمہارے اوپر بڑا عذاب توڑ رہے تھے۔ تمہارے لڑکوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔  
مولانا علی نقی صاحب: اور اس وقت جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے چھٹکارا دیا جو تمہیں بری طرح تکلیفیں پہنچاتے تھے تمہارے لڑکوں کو حلال کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھ لیتے تھے۔ (تشریح) پہلے ترجمہ میں بریکٹ کے الفاظ کی زیادتی ترجمہ کے حدود سے تجاوز کر گئی ہے۔ دوسرے ترجمہ میں زندہ رہنے دیتے تھے کسی مصیبت کا پتہ نہیں دیتا اس کی کو پہلے ترجمہ میں بریکٹ کے الفاظ (اپنی خدمت کے لیے) سے پورا کیا گیا تھا۔ رہنے دیتے تھے میں یہ بھی نقص ہے کہ دیتے کی لفظ وہاں صحیح ہے جو دوسرے پر کوئی کرم مقصود ہو۔ آخری ترجمہ میں رکھ لیتے تھے کی لفظ اختصار کے ساتھ محاورہ کے اندر اس نقص کو دور کر دیتی ہے۔

## ۱۳۔ فاخذتکم الصاعقة۔

مولانا فرمان علی صاحب: اس پر تمہیں بجلی نے لے ڈالا۔ مولانا عبد الماجد صاحب: اس پر تم کو آلیا کر ٹک نے۔ مولانا علی نقی صاحب: اس پر تمہیں بجلی نے گرفت میں لے لیا۔ اس ترجمہ کی فصاحت نمایاں ہے۔

۱۴۔ ان الذین امنوا والذین ہادوا والنصارى والصابئیون من امن بالله والیوم الآخر وعمل صالحا

فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون

مولانا فرمان علی صاحب: بے شک مسلمانوں اور یہودیوں اور نصرانیوں اور لاندہ بیہوں میں سے جو کوئی خدا اور آخرت پر ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتا رہے تو انہیں کے لیے ان کا اجر و ثواب ان کے خدا کے پاس ہے اور نہ (قیامت میں) ان پر کسی قسم کا خوف ہوگا۔ نہ وہ رنجیدہ دل ہوں گے۔ مولانا عبد الماجد صاحب: بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو لوگ



یہودی تھے اور نصاریٰ اور صابی (غرض) جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے (سب) کے لیے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ کوئی اندیشہ ان کے لیے ہے اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔ مولانا علی نقی صاحب: یقیناً جو مسلمان یہودیوں اور جو پہلے یہودی عیسائی اور صابی تھے جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر واقعی ایمان رکھے اور نیک عمل کرے تو ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے اور ان کے لیے کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ نرجس میں مبتلا ہوں گے۔ (تشریح) پہلے ترجموں سے خیال ہوتا ہے کہ نجات مسلمانوں سے مخصوص نہیں ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت خلاف ہے۔ تیسرے ترجمہ میں اس کا تحفظ کیا گیا ہے۔

۱۵۔ وَلَهَا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ۔

مولانا فرمان علی صاحب: اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے کتاب (قرآن) آئی اور اس (کتاب) پر ایمان کی جو ان کے پاس ہے تصدیق بھی کرتی ہے اور اس سے پہلے (اس کی امید پر) کافروں پر فتیاب ہونے کی دعائیں مانگتے تھے پس جب ان کے پاس وہ چیز جسے پہچانتے تھے آگئی تو لگے انکار کرنے۔ مولانا عبد الماجد صاحب اور جب ان کے پاس ایک کتاب اللہ کے پاس سے پہنچ گئی تصدیق کرنے والی اس کی جو ان کے پاس (پہلے سے) موجود ہے اور اس سے قبل یہ (خود ہی) کافروں سے بیان کیا کرتے تھے پھر جب ان کے پاس وہ آگیا جس کو خوب پہچانتے تھے تو اسی سے کفر کر بیٹھے۔ مولانا علی نقی صاحب: اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف کی وہ کتاب آئی جو ان کے پاس والی (کتاب) کی تصدیق کرنے والی ہے تو باوجودیکہ اس کے پہلے یہ لوگ خود کافروں کے سامنے اس کتاب کی پیشگوئی کر کے اپنی فتح و ظفر کا اعلان کرتے رہتے تھے اب جسے پہلے سے جانتے تھے جب ان کے پاس آئی تو یہ خود اس کے منکر ہو گئے۔ (تشریح) پہلے ترجمہ میں کتاب اور تصدیق کرنے والی معطوف اور معطوف علیہ کے طور پر لایا گیا ہے جو غلط ہے۔ دوسرے میں ایک کتاب کی لفظ سے بہام پیدا کر دیا ہے حالانکہ توصیف کے لیے ایسی کی لفظ کی ضرورت ہے جس سے ایک طرح کی تعبیر ہو جاتی ہے۔ يستفتحون کے معنی بیان کیا کرتے تھے۔ فتح کے معنی پر مشتمل نہیں ہیں جسے لفظ يستفتحون متضمن ہے۔ حالیہ ترجمہ میں یہ سب نقائص دور کر دیے گئے ہیں۔

maablib.org

۱۶۔ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيٰوةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يُوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرَ أَلْفَ سَنَةٍ وَ مَا هُوَ بِمُزَحِّزٍ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ۔

مولانا فرمان علی صاحب: تم ان (یہودی) کو زندگی کا سب سے زیادہ حرصیں پاؤ گے اور مشرکوں میں ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ کاش اُس کو ہزار برس کی عمر دی جاتی حالانکہ اگر اتنی طویل عمر بھی دی جائے تو وہ (خدا کے) عذاب سے چھٹکارا دینے والی نہیں۔ مولانا عبد الماجد صاحب: آپ انہیں زندگی پر حرصیں سب لوگوں سے بڑھ کر پائیں گے یہاں تک کہ مشرکوں سے بھی بڑھ کر ان



میں سے ایک ایک یہ چاہتا ہے کہ ہزار ہزار برس کی عمر پائے حالانکہ اگر اتنی عمر وہ پا بھی جائے تو یہ (امر) اُسے عذاب سے تو نہیں بچا سکتا۔ مولانا علی نقی صاحب: اور ایک خاص (بیش و نشاط) زندگی کی لالچ ان میں سے یہاں تک تشریف سے بھی زیادہ پاؤ گئے ان میں کا ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش اُسے ہزار برس کی عمر ملتی حالانکہ اس عمر کا ملنا بھی اُسے عذاب الہی سے نہیں بچا سکتا۔ (تشریح) پہلے ترجمہ میں من الذین اشرکوا کو بعد کے فقرہ سے متعلق کر دیا ہے جو غلط ہے زندگی کی فقط دونوں پہلے ترجموں میں اس طرح لائی گئی ہے کہ تنوین کے معنی پیدا نہیں ہوتے۔

۱۷۔ ما نسخ من آية او نسهات بخير منها او مثلها۔

مولانا فرمان علی صاحب: (اے رسول) ہم جب کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا (تھا کرے) مٹا دیتے ہیں، تو اُس سے بہتر یا ویسی ہی (اور) نازل بھی کر دیتے ہیں۔ مولانا عبد الماجد صاحب: ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو کوئی اس سے بہتر ہی یا مثل اس کے لے آتے ہیں۔ مولانا علی نقی صاحب: جس آیت کو ہم منسوخ کر لیتے ہیں یا بھول جانے دیتے ہیں، اُس سے بہتر یا اُس کے مثل دوسری ہم پیش کر دیتے ہیں۔ (تشریح) پہلا ترجمہ بریکٹ کے الفاظ "تھا کرے" ذہن سے کی وجہ عقائد حقہ کے مخالف ہو گیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ رسول کے شایان شان یہ نہیں ہے کہ وہ آیات الہیہ کو بھول جائیں۔ دوسرے ترجمہ میں یہ پہلو نمایاں نہیں ہے مگر بھلا دینا جبر کا پتہ دیتا ہے۔ یعنی اقوام کو انبیاء کے تعلیمات بھلا دینے کا ذمہ دار اللہ کو قرار دیتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں ہے۔ تیسرے ترجمہ میں ان سب باتوں کا تحفظ ہے۔ یہاں بھولنا جو ان قوموں کا عمل قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کی طرف اتنا ہی کہ وہ اس کے خلاف جبر اپنا صرف نہیں کرتا کہ زبردستی انہیں بھولنے سے مانع ہو۔

نسخہ کا یہ ترجمہ اُسی طرح درست ہے جس طرح یضل من یشاء کا یہ ترجمہ کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ ہو جانے دیتا ہے جو عقیدہ حق کے مطابق ہے۔

۱۸۔ والله المشرق والمغرب فاينما تولوا فثم وجه الله۔ ان الله واسعٌ عليمٌ۔

مولانا فرمان علی صاحب: "اسی زمین خدا ہی کی ہے (کیا) پُرب رکب (پچھم پس جہاں کہیں) (قبلہ کی طرف) رخ کرو۔ وہیں خدا کا سامنا ہے۔ بے شک وہ بڑی کنجائش والا اور خوب واقف ہے۔" مولانا عبد الماجد صاحب: اور اللہ ہی ہے مشرق (بھی) اور مغرب (بھی) سو تم جہدھر کو بھی منہ پھیرو اللہ ہی کی ذات ہے۔ اللہ بڑا وسعت والا ہے بڑا علم والا ہے۔ مولانا علی نقی صاحب: اور اللہ کے مشرق اور مغرب دونوں ہی ہیں تو جہدھر تم رخ کرو اللہ کی مرضی مل سکتی ہے۔ یقیناً اللہ وسعت والا اور بڑا علم رکھنے والا ہے۔ (تشریح) پہلے ترجمہ میں بریکٹ میں (قبلہ کی طرف) کہہ کر سمت کو محدود بنا دیا گیا ہے جو اہل مضمون آیت کے خلاف ہے۔ اللہ کا سامنا اور اللہ کی ذات سے جو ان دونوں ترجموں میں ہے اللہ کی مرضی زیادہ مناسب ترجمہ ہے جس میں "خالصة لوجه الله" کا محاورہ ہے۔



## ۱۹۔ ولاتسأل عن اصحاب الجحیم۔

مولانا فرمان علی صاحب: اور مؤرخین کے بارے میں تم سے کچھ نہ پوچھا جائے گا۔ مولانا عبد الماجد صاحب: اور آپ سے اہل دوزخ کی بابت کچھ بھی پوچھ نہ ہوگی۔ مولانا علی نقی صاحب: اور دوزخ جانے والوں کی جواب دہی تم پر نہیں ہے۔ اس ترجمہ سے مفہوم غالباً زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

## ۲۰۔ سربتا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسامة لك۔

مولانا فرمان علی صاحب: اے ہمارے پلنے والے تو ہمیں اپنا فرمانبردار بنہ بنا اور ہماری اولاد سے ایک گروہ (پیدا کر) جو تیرا فرمانبردار ہو۔ مولانا عبد الماجد صاحب: اے پروردگار ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا لے اور ہماری نسل سے ایک فرمانبردار اُمت پیدا کر۔ مولانا علی نقی صاحب: پروردگار اور یہ عرض ہے کہ ہم دونوں کو اپنی بارگاہ میں "مسلم" قرار دے اور ہماری نسل میں سے بھی ایک اُمت قرار دے جو تیری بارگاہ میں مسلم ہو۔ (تشریح) قرآن کی دوسری آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ "مسلم" کی قطعاً یہی تفسیر ہے اس وقت کے لیے بطور نام کے قرار دیا ہے لہذا اس کا ترجمہ وضعی طور پر کر دیا اس کی اس حقیقت کو ختم کر دیتا ہے۔ ہاں تفسیری نوٹ کے طور پر "مسلم" کے معنی ظاہر کر دیے جائیں تو بہتر ہے۔

## ۲۱۔ امر تقولون ان ابراهيم واسماعيل واسحق ويعقوب والاسباط كانوا هودا او نصارى وقل انتھو اعلم امر الله ومن اظلم ممن كنتم شهادة عنده من الله وما الله بغافل عما تعملون۔

مولانا فرمان علی صاحب: کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم و اسماعیل و اسحق و یعقوب سب کے سب یہودی یا نصرانی تھے (اے رسول ان سے) پوچھو تو کہ تم زیادہ واقف ہو یا خدا اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جس کے پاس خدا کی طرف سے گواہی (موجود) ہو (کہ وہ یہودی تھے) اور پھر وہ جھیلے اور جو کچھ کہتے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں ہے۔ مولانا عبد الماجد صاحب: کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم و اسماعیل و اسحق و یعقوب اور اولاد (یعقوب) یہودی یا نصرانی تھے؟ آپ کہتے تم واقف ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اس شہادت کو چھپائے جو اس کے پاس اللہ کے ہاں سے پہنچ چکی ہے ورنہ اللہ ہمارے کرتوتوں سے بے خبر تو ہے نہیں۔ مولانا علی نقی صاحب: کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم و اسماعیل و اسحق و یعقوب اور اسباط یہودی یا عیسائی تھے؟ ان سے کہنا چاہیے کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا کہ جو کسی گواہی کو جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے پوشیدہ کرے اور اللہ تمہارے اعمال سے خبر نہیں ہے۔ (تشریح) پہلے ترجمہ میں یعقوب کا ذکر اڑا دیا گیا ہے اس کے علاوہ خدا کی طرف سے گواہی کے بعد بریٹ میں یہ لکھ کر (کہ وہ یہودی تھے) مطلب یہی الٹا کر دیا۔ اللہ کی گواہی تو یہ ہے کہ وہ یہودی اور نصرانی کوئی بھی نہ تھے بلکہ حنیف مسلم تھے۔ دوسرے ترجمہ کے آخر میں تمہارے کرتوتوں کے بجائے "ہمارے" کر دیا گیا ہے۔ تیسرا ترجمہ ان سب غلطیوں سے بری ہے۔



سورہ کے بہت سے نام ہیں۔ فاتحۃ القلاب نامی ایک شخص نے اس کی تفسیر کی اور اس کے نام سے یہ کتاب نام پڑی۔  
 سورہ کے بہت سے نام ہیں۔ فاتحۃ القلاب نامی ایک شخص نے اس کی تفسیر کی اور اس کے نام سے یہ کتاب نام پڑی۔  
 سورہ کے بہت سے نام ہیں۔ فاتحۃ القلاب نامی ایک شخص نے اس کی تفسیر کی اور اس کے نام سے یہ کتاب نام پڑی۔

۳۰ اس کی شرح - وہ اجمال ہے اور مجموعہ کلام مجید اُس کی تفصیل۔  
 سورہ اس سورہ کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ مکہ میں نازل ہوا ہے یا مدینہ میں یا دونوں جگہ مگر صحیح یہی ہے کہ وہ مکہ میں ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ بالکل شروع شروع میں نازل ہوا ہے۔ اس لیے کہ نماز نبوت کے بعد ہی جاری ہو گئی تھی۔ اور سورہ حمد نماز کا لازمی جزو ہے صرف اقرآن کی اپنی ابتدا ہی آیتیں اُس کے پہلے نازل ہوئی تھیں جن میں رسول کو کچھ پڑھنے کی ہدایت ہوئی تھی اور جو چیز پڑھی جائے اُس کی تعظیم کے لیے سورہ حمد نازل ہوا۔  
 ۳۱ یہ قرآن مجید اور نیز اس سورہ کی اہم ترین آیت ہے۔ جناب امیر کا ارشاد ہے کہ جو کچھ تمام سورہ حمد میں ہے وہ تنہا بسم اللہ میں ہے۔ اس کی تشریح یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ان شعبوں پر غور کیجیے جن کا بیان سورہ حمد کے متعلق آچکا ہے قرآن سب کا خلاصہ ہے عباد و معبود کا بسمی تعلق اور یہ تعلق بسم اللہ سے ظاہر ہوتا ہے جس میں بندہ اپنے خالق کے فیض و رحمت کا پتہ دیتا ہوا اُس سے امداد کا طلب کرتا ہے۔  
 ۳۲ اس کا تذکرہ بسم اللہ میں بھی ہو چکا تھا مگر وہاں امداد طلب کرنے کے لیے ذیل میں تھا اور یہاں استحقاق حمد کے ثبوت میں۔ محل بدل گیا ہے اور مفاد جدا گانہ اس لیے تکرار لازم نہیں آتی۔

# سُورَةُ الْفَاتِحَةِ

سورہ حمد

مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ

مکی سورہ ۷ آیتیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

ہمارا اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا بڑا مہربان ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ② الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ③

ہر ایک تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار فیض پہنچانے والا بڑا مہربان ہے۔

مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ ④ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ

روز جزا کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے

نَسْتَعِينُ ⑤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ⑥

ہم مدد مانگتے ہیں۔ بتلا نا رہ ہم کو سیدھا راستہ۔ اُن کا

صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

راستہ جنہیں تو نے اپنی نعمت سے نوازا ہے نہ اُن کا

الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ⑦

جن پر غضب ہے اور نہ اُن کا جو بھٹکے ہوئے ہیں۔







أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ

پہرہ کرتے ہیں وہ جو اپنے پروردگار کی ہدایت پر قائم ہیں اور یہ ہیں وہ جو ہر عیشیت سے

السَّالِحُونَ ⑤ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ

بہتری پانے والے ہیں بلاشبہ جن لوگوں نے کفر اختیار ہی کیا اُن کے حق میں یکساں ہے

أَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ⑥

خواہ تم انہیں ڈراؤ یا تم انہیں نہ ڈراؤ بہر حال وہ ایمان لائیں گے نہیں۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ

ختم کر دیا ہے اللہ نے اُن کے دلوں پر اور اُن کے سننے کی طاقت پر اور اُن

أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ⑦

کی نگاہوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان

الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ⑧ يَخْدَعُونَ اللَّهَ

لانے حالانکہ وہ مومن ہیں نہیں۔ وہ اللہ اور ایمان والوں کو

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ

دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ حقیقت وہ خود اپنے سوا کسی کو دھوکا نہیں دیتے

وَمَا يَشْعُرُونَ ⑨ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يُفْرَادُهُمْ

اور انہیں اس کا احساس نہیں ہے اُن کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی

اللَّهُ مَرْضَاهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ⑩ بِمَا كَانُوا

بیماری اور بڑھادی اور انہیں ایک عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ وہ جھوٹ

يَكْذِبُونَ ⑪ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا

برہ کرتے تھے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فساد میں غراہیاں

فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ⑫

نہ پہنچاؤ، تو وہ کہتے ہیں کہ اسے ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں

۱۔ اس سے نہ دگ مراد میں جو حق کو حق سمجھنے کے بعد باطل کو اس پر ترجیح دیتے ہیں۔ اُن کے بسے میں یہ کوئی چیزیں کوئی نہیں ہے بلکہ اُن کے کفر اختیار ہی کے متعلقہ عینیت کا بیان ہے۔

۲۔ خدا کا ہر کردہ کنایہ ہے۔ اس بات سے کہ اُس نے نیک و فاسق سب کو اپنی آن کی ہٹ دھرمی کے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ بسندوں کو مجبور کر کے اُن سے گناہ جمع کروا تا ہے۔ (تاج العلام)

۳۔ ایسی بہت کچھ کو اصطلاحاً منافق کہتے ہیں۔ یہ کھلے بڑے کافروں سے زیادہ خطرناک سمجھا جاتا ہے۔

۴۔ بہاد راست تو وہ رسول اور اہل ایمان کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں مگر چونکہ جتنے ان کے رسول کو رسول کہنے کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے پس پشت اللہ کی طاقت ہے۔ اس لیے نتیجہ یہ اُن کا عمل اللہ کو فریب دینے کی کوشش بن جاتا ہے۔

۵۔ فساد میں صرف بہت اہم ہے۔ یہ گویا اس کا اعلان ہے کہ آگے جس فعل کا ذکر آ رہا ہے وہ محض بطور فقرہ نتیجہ کے پسند ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف اس قسم کے افعال کا انتساب صرف بجا ہی ثابت ہوتا ہے۔ (عبد المجید دہلوی)



الْاِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢﴾

یاد رہے کہ درحقیقت وہی خرابیاں ڈالنے والے ہیں لیکن وہ اس کا احساس نہیں رکھتے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اُس طرح ایمان لاؤ جیسے اور آدمی ایمان لائے ہیں تو وہ

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ إِلَّا أَتَمُّهُمْ السُّفَهَاءُ

کہتے ہیں کہ کیا ہم اُن بے وقوفوں کی طرح سے ایمان قبول کریں؟ یاد رہے کہ درحقیقت یہ خود

وَلٰكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا

بے وقوف ہیں مگر انھیں خبر نہیں ہے اور جب وہ اُن لوگوں سے ملتے ہیں کہ جو ایمان لائے

قَالُوا آمَنَّا بِمَا صَلَّيْنا بِهِ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيْطَانِهِمْ قَالُوا

ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے ایمان اختیار کیا اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تخلیہ میں ہوتے ہیں تو کہتے

إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُونَ ﴿١٤﴾ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ

ہیں کہ یقین جانو ہم تمھارے ساتھ ہیں ہم تو فقط بنا رہے ہوتے۔ اللہ خود انھیں بنا رہا ہے اور

بِهِمْ وَيَسْتَهْزِئُ هُمُ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ

انھیں ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتا ہے کہ یہ اندھین میں بہہ رہے ہیں۔ یہ ہیں وہ

الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَجَعَتْ

جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی تو نہ اُن کے جو پار نے

تَبٰرَتْ لَهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ

نفع دیا اور نہ انھیں ہدایت ہی نصیب ہوئی۔ اُن کی مثال اس

كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۖ فَلَمَّا أَضَاءَتْ

شخص کی سی ہے کہ جس نے آگ سلگائی مگر جبکہ اُس آگ نے اُس

مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَاكْمَرَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ

گے گرد و پیش میں اُجالا کر دیا اللہ نے اُن کی روشنی سلب کر لی اور اُن کو اندھیروں میں چھوڑ

لَا يَبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صَمٌّ بَكْمٌ هُمْ يَسْمَعُونَ ﴿١٨﴾

دیا اس حال میں کہ انھیں کچھ سمجھائی نہیں دیتا بہرے کرتے اندھے ہیں وہ اب سنیں گے نہیں۔

لَهُ أَفْضَلُ مِنَ الدَّارِ الْاُولٰٓئِیْہِ كَیْ مَعْمُومٍ ۚ

بد اعمالیاں آتی ہیں جو منہ می الی الغیر میں

یعنی اُن کا نقصان دوسروں تک پہنچے منافقین

کے دل میں جو شک یا شک ہے اگر اس میں

میں متعدد بتاتے ہیں ایک انفرادی غلطی کا

حاصل ہو سکتا ہو سکتا ہے منافق پر جو میں

اور پھر اُس دونوں کو بنا جس کے لیے بہت کچھ ایسی

باتیں کہتے ہیں جن سے امن عامہ کو خراب

جیسے لگائی بھائی کرنا اور اگر انھیں ہوا

اور اگر انھیں ہوا کہنا۔ مومن کے ساتھ

و تسخیر کرنا اور کافروں کی اُن کے

افزائی اور درپردہ ادا کرنا۔ یہ سب

فی الارض کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر انھیں

احساس نہیں ہے اس لیے کہ وہ اپنی منافقت

کی ادیا حصول منفعت کی وجہ سے اپنے

عزت عمل کے نتائج پر غور نہیں کرتے۔

لے اگر بلا کسی تفسیر کے اللہ کو مستہزی

تفسیر کرنے والا کہا جائے تو نا مناسب

ہے، لیکن جس صورت سے یہاں یہ لفظ

کی گئی ہے اُس میں اس کا مفہوم ہی

جہاں ہے وہ ہے ملو کرنے والوں کے ملو

کو توڑنا اور اُن کے استہزاء کا جواب دینا

جسے دوسری تفسیر میں جہانناہ استہزاء

تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

لے یہ منافقین کے حال کی تصویر کشی ہے

جو کافر ہیں وہ تو مستقل طور پر ایک

ہی میں ہیں مگر منافقین۔ انھوں نے

کے پاس اگر انھیں اسلام کیا اس کی وجہ

وہ اُس درحقیقت سے تشریب گئے جو

دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہے اور اس طرح

ایک اُن انھوں نے سلگائی جس سے

اُن کے لیے آسان ہے اُن کی روشنی

پیش میں پس گئی یعنی سیکڑیں

سے مستفیض رہے مگر خود یہ منافقین

اللہ تعالیٰ ان کے لیے سزا عطا فرمائے۔

دل سے آیات حقیقت پر غور نہیں کیا لہذا ان کی آنکھوں کے سامنے سے وہ جو ایک جھلکی روشنی کی جھلکی نمودار ہوئی تھی وہ بھی بالکل فانی ہوئی اور توفیق الہی



أَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ

یا جس طرح بارش آسمان کی جس میں تاریکیاں ہوں اور گرج اور چمک

يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ

وہ کرنے والے بجلیوں سے رونے کے ڈر سے اپنی انگلیاں کانوں میں

حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ

دے لیتے ہیں ، حالانکہ اللہ کافروں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے قریب ہے

الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا

بشمع بجلی اُن کی نگاہوں کو خیرہ کر دے جب وہ اُن کے لیے اُجالا کرتی ہے تو وہ اُس

فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ

رہشہ میں چلنے لگتے ہیں اور جب اُن پر اندھیرا مچ جاتا ہے تو وہ ٹھٹھے مارتے ہیں اور اگر خدا چاہتا تو ان

لِئَسْمَعَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

کے سننے اور دیکھنے کی قوتوں کو ہی نال کر دیتا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ

اے انسانو! عبادت کرو اپنے اُس پروردگار کی جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تمہیں بھی جو

الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ الَّذِي

تمہارے پہلے تھے۔ عجب نہیں کہ تم اپنے بچاؤ کا سامان کر سکو۔ جس نے تمہارے

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ

پے زمین کو بچھرا اور آسمان کو چھت بنایا اور اُوپر سے

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَآخَرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا

پانی برسایا تو اُس سے پھلوں کے قبیل سے تمہاری غذا برآمد

لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾

کی۔ اب اُس کے بعد جان لو جو اللہ کے ہمسر تو نہ تیار کرو۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

اور اگر تم اُس کی طرف سے جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا شک میں مبتلا ہو

اے یہ اسلام اور اُس میں منافقین کے کردار کی کچھ دوسری شہادتیں سے تشبیہ اسلام اور اُس کے برکات ایک برسلا دھار بارش ہیں جس سے فائدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھا رہے ہیں مگر منافقین حتیٰ کے لیے اس میں بار کیا نہیں گرج ہے اور چمک ہے کیونکہ اسلام کے غلبہ و رفعت سے اُن کی آنکھوں میں دنیا سیاہ ہے اور اپنے مستقبل کے لیے اُن کا دل دھلا جاتا ہے۔ انکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ وہ ان آثار سے بچنے کے لیے اپنے کانوں میں انگلیاں دے دیتے ہیں مگر یہ اُن کا دل اُس شتمن فرقہ کا سلبہ جو آندھی کے ڈسے ریگ میں مرجھا گیا ہے اس طرح اس عظیم اللہ کے اثر سے وہ کھارے ہوئے ہو سکتے ہیں۔

اے منافقین عبادت کی وجہ سے اسلامی فتوحات کو نظر بھر کر دیکھنے کی بھی تاب نہیں رکھتے اور نہ یہ کہ چمک اُن کی نگاہوں کو خیرہ کر دے مگر دنیوی مفاد کے تحفظ کے لیے وہ غیر متعلق بھی نہیں رہنا چاہتے لہذا جب یہ فتوحات حاصل ہوئی ہیں تو وہ دوچار قدم بڑھ کر اپنے کو مسلمانوں میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر انہی مسلمانوں کو کچھ رحمت و شفقت پیش کرتے ہیں تو ان کے بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں۔ کیونکہ اُن میں حق ظہری و واقعی ہی نہیں۔



فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ م وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ

ترجمہ: اور اس سے پہلے کا ایک سورہ لے آؤ اور جو اللہ کو چھوڑ کے مانی تمہارے ہوں

مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۳﴾ فَإِنْ لَّمْ

انہیں بھی بلاؤ اگر تم سچے ہو۔ اب اگر تم نے

تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا

ایسا نہ کیا اور ہرگز نہیں کر دے گا تو پھر سچنے کا سامان کرو اس آگ سے جس کا ایندھن

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أَعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ

آدمی اور پتھر ہیں اور وہ کافروں کے لیے مہیا ہے۔ اور مردہ مردان

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّ لَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِي

کر جو ایمان لائے اور نیکوں نے اچھے کام کیے کہ ان کے لیے بہشت کے گھنے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رَأَوْا مِنْهَا مِنْ مَّوَدَّةٍ رِّزْقًا

بارغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب بھی انہیں ان میں سے کوئی پھل کھانے کو ملے گا تو

قَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ ۖ وَأَتُوا بِهِ فَسُخِّرَ لَهُ

وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو پہلے ہمیں کھانے کو مل چکا ہے حالانکہ انہیں وہ ملتا ہی رہا ہوگا

وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۵﴾

ایسا ہے اور ان کے لیے ان بہشتوں میں لاکھ بیویاں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةٌ

جوشید اللہ اس سے نہیں شرماتا کہ وہ مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز کی مثال

فَمَا فَوْقَهَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ

بیان کرے، تو وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ بھیت

الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ

سچ ہے ان کے پروردگار کی طرف سے اور جو لوگ کفر اختیار کیے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں

مَا ذَا أُسْرَادِ اللَّهِ بِهِذِهِ أَمْثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا

کہ آخر اللہ کا اس طرح کی مثال سے کیا مطلب ہے! وہ اس سے بہت سیدھ کو گمراہی میں ڈالتا ہے

۱۔ پہلے جو کہا گیا تھا کہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ اس میں کوئی شک کرنے والا نہیں بلکہ مقصود اس سے یہ تھا کہ اس کتاب میں اور کچھ نہایت ایسے نمونے موجود ہیں جو شک کی گنجائش باقی نہیں رکھتے۔ اب شک ہوگا تو ان دلائل سے بے ترتیبی کی بنا پر یا شک کا اظہار ہوگا تو یہ ہونے والا ان دلائل سے چشم پوشی کی بنا پر۔ دونوں صورتوں میں اس کے بالمقابل ان خصوصیات کی طرف ذہن کا متوجہ کر دینا کافی ہے جو نتیجہ پہلی صورت میں ناقص فہمت ہوگا اور دوسری میں آناج حجت۔ اس کے لیے قرآن نے یہ نفسانی طریقہ اختیار کیا ہے کہ گرم سے گرم اور تیز سے تیز الفاظ میں انہیں اس کا مثل لانے کی دعوت دی جائے وہ غیور یا حمیت اور پرورش عرب ان طعنوں اور مبارز طلبیوں کو سن کر ضرور اپنی پوری غور و فکر کی طاقتوں کو اس کے جواب کی طرف متوجہ کریں گے اور وہ اس سے نفی نہ قاصر رہیں گے، تو پھر اگر وہ بے ہوش ہیں تو ہوش میں آجائیں گے اور انہیں تو انہیں کچھ انفعال تو محسوس ہی ہوگا اور وہ غفلت میں زبان کھولنے سے باز رہیں گے

۲۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ قرآن میں کسی ایک جگہ بھی نسیم آخرت کی نشاندہی ایمان پر مرتب نہیں کی گئی ہے بلکہ ہر جگہ ایمان کے ساتھ اعمالی صالحہ کا ذکر ضروری سمجھا گیا ہے۔



وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا مِّمَّا يَضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ

اور بہت سوں کی ہدایت کرتا ہے اللہ گمراہی لے میں اس سے نہیں ڈالتا مگر بد اعمالوں کو

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ

جو اللہ سے کیے ہوئے معاہدہ کو اس کے استحکام کے بعد رڑ دیتے ہیں

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَفْسِدُوا

اور جس رشتہ کے ملائے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اُسے وہ کاٹ ڈالتے ہیں اور دنیا

فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ ﴿٢٥﴾ كَيْفَ

میں خرابی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو گھائے میں رہنے لگے ہیں۔ کس طرح

تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَهْلًا فَاخْيَاكُمْ ثُمَّ

تم اللہ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اُسی نے تمہیں جاندار بنایا پھر دُسی

يَمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٦﴾ هُوَ

تمہیں موت دے گا اور دُسی تمہیں پھر زندگی دے گا پھر انجام میں اُسی کی طرف تمہاری رجوع ہوگی وہ

الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ

وہ ہے جس نے تمہارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں سے سب پھر آسمان

أَسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ

کی طرف رُخ کیا تو انہیں سات آسمانوں کی صورت میں درست کیا اور

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٧﴾ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ

وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اور اس وقت جب تمہارے پروردگار نے

لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک جانشین لگا بنا چاہتا ہوں

قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ

انہوں نے کہا کہ کیا تو اس میں ایسے کو بنائے گا جو اس میں خرابی پھیلائے اور خون

الْبِمَاءِ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ

نوا کرتے۔ حالانکہ ہم تیری تعریف کے ساتھ تیسبح کرتے اور تیری پاکیزگی کو سراہتے رہتے ہیں۔

لے اللہ کو مقصود کسی کا گمراہ کن نہیں ہوتا لیکن چونکہ نتیجہ ہی مترتب ہوتا ہے کہ اس کی ان مثالوں سے کچھ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور کچھ اپنے تعصب و عناد سے مزید گمراہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لیے اُس کی نسبت اللہ کی طرف دی گئی ہے اور پھر اُس کی تشریح بعد میں کی گئی ہے کہ یہ گمراہی انہی لوگوں کے لیے ہے جو پہلے سے راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں اور اسی سے طعن ہر ہوتا ہے کہ یہ گمراہی خود ان کی بد اعمالی اور سرد اختیار کا نتیجہ ہے۔

۲۵ جانشین کے معنی ہیں وہ شخص جو دوسرے کی نیابت میں کوئی کام ادا انجام دے جس کا اصل ذمہ دار وہ دوسرا تھا اب یہ جانشینی خواہ اصل شخص فیست کی وجہ سے ہو یا انتقال کی وجہ سے اور خواہ اس لیے کہ خود اُس کے لیے اس کام کا انجام دینے میں کچھ موانع پائے جاتے ہیں۔ خالق کی طرف سے جانشین کا مقرر کیا جانا اسی تیسرے سبب سے۔ اصل میں حقائق کی ہدایت و تنظیم تقاضائے ربوبیت ہے اس لیے ذمہ دار اس کا وہ خود ہے مگر وہ جسم و حیاتیات سے منزق و مبرا ہے اور خلائق جن کی ہدایت کرنا ہے مادیت کے شکنجہ میں اسیر لہذا بلا واسطہ فیض ہدایت پہنچانا اور پہنچا عدم صلاحیت عمل کی وجہ سے غیر ممکن ہے اس وجہ سے فرشتے ہوئی کہ وہ انہی میں سے ایک نفس کا ملکہ کو اپنے فیوض کام کو دینا کہ ہدایت و تنظیم وقت کا کام سپرد کرے اور وہ اس ہدایت کے فرض کو جو اصل میں اللہ سے متعلق ہے اُس کی طرف سے انجام دے کہ خلق خدا پر محبت تمام کرے۔



قَالَ إِنِّي أَنَا عَلَّمَ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَّمَ آدَمَ

اس نے کہا یقین جانو کہ میں جانتا ہوں وہ جو تم نہیں جانتے ہو۔ اور اس نے آدم کو

الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ

تمام نام سکھا دیے پھر ان لوگوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے عرض کیا

أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

بتاؤ مجھے ان کے نام اگر تم سچے ہو۔

قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ

انہوں نے کہا تو ہر برائی سے دور ہے ہم سوا اس کے جو تو نے ہمیں بتا دیا اور زیادہ کچھ ہم نہیں

أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ

تو یقیناً تو بڑا جاننے والا مناسب ہی کام انجام دینے والا ہے۔ اس نے ارشاد کیا کہ آدم تم انہیں ان

بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ

لوگوں کے نام بتا دو۔ تو جب انہوں نے ان کے نام انہیں بتا دیے تو اس نے فرمایا کہ کیا

أَقُلُّ لَكُمْ إِنِّي أَنَا عَلَّمَ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمان اور زمین کے چھپے ہوئے رازوں کو جانتا ہوں اور

وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ وَإِذْ

میں وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ بھی جو تم (دلوں میں) چھپاتے تھے اور

قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ

جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے

أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ وَقُلْنَا

نہ کیا اس نے انکار اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا اور ہم نے کہا

يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا

اے آدم تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں قیام کرو اور جب تمہارا

رَاغِدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ

جی چاہے اس میں سے مزے اور بے فکری کے ساتھ غذا حاصل کرو اور اس درخت کے پاس نہ جانا

اسے عرض ہم میں سے اسی ضمیر ہے جو ذی عقل کے پیکار ہے یہ ضمیر اس کا ترجمہ اُن لوگوں کا ہے۔ پھر اس کے بعد بھی انبئیوں یا سداً حوالاً مجھے ان لوگوں کے نام بتاؤ۔ یہ نہیں کہا گیا کہ مجھے یہ نام بتاؤ۔ اس سے ظاہر ہے کہ الاسماء کلہا میں تمام چیزوں کے نام مراد نہیں بلکہ کچھ۔ جب عمل شخصیتوں کے نام مراد ہیں یہ شخصیتیں ایسی ہو سکتی ہیں جن کا تعارف اور جن کی پاک سیرت کو ظاہر کرنے کے لئے خداوند تعالیٰ ہی ملائکہ کو عظمت بشر محسوس کرانے اور اعلان خلافت کے لئے اس کے انتخاب کے متعلق سوال کا صحیح جواب ہو جانا کے واسطے کافی ہوں۔ یہ مرشش اور رکھنا ضروری ہے کہ جس چیز کی تعلیم کا آدم کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ وہ فقط اسماء ہیں یعنی جن کے نام تھے اس وقت آدم کے سامنے پیش نہیں کیے گئے تھے اور جس چیز کا ذکر ہے سوال مراد ہے وہ فقط اسماء نہیں ہیں بلکہ مستیات پیش کر کے یہ کہا گیا ہے کہ اگرچہ ہو تو ان کے نام بتاؤ یعنی ان مستیات کو دیکھ کر اسماء کی تطبیق کرو اور بتاؤ کہ کون کس کا نام ہے۔ یہ حافظہ کا نہیں بلکہ ذہانت کا امتحان تھا جس میں انسان ملائکہ افضل ثابت ہوا۔



فَتَكُونُوا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۵﴾ فَأَنزَلْنَاهُمَا الشَّيْطَانَ عَنْهَا

وہ تم جس سے قدم بڑھانے والوں میں سے ہو گے اس کے بعد شیطان نے انہیں وہاں سے

فَاخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ

ڈگ لگایا تو انہیں جس میں وہ تھے اُس سے نکلادیا اور ہم نے کہا کہ اتر جاؤ، تم میں سے ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ لِّبَعْضٍ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَ

ایک کا دشمن ہو گا اور تمہیں زمین پر ٹھکانا اور ایک میعاد تک

مَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ

نفع اٹھانے کا موقع ہو گا۔ اس کے بعد آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمے سیکھ

فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا

ایسے تو اُس نے اُن کی توبہ قبول کر لی وہ یقیناً بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے ہم نے کہا تم سب

مِنْهَا جَمِيعًا فَمَا يَأْتِيَكُمْ مِنْهُ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

اس سے اتر جاؤ اس کے بعد اگر میری طرف سے تمہاری طرف کوئی ہدایت پہنچے تو جس نے میری

هُدًى فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۸﴾ وَ

ہدایت کی پیروی کی اُن کے لیے نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ انہیں رنج پہنچے گا اور

الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

جو کفر اختیار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے یہ دوزخ والے ہوں

النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِي إِسْرَءِيلَ اذْكُرُوا

گے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اے بنی اسرائیل! میری وہ نعمت

نِعْمَتِي الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أَوْفُوا

پورا کرو جس سے میں نے تمہیں نوازا اور مجھ سے جو معاہدہ ہے اُسے پورا کرو تمہیں تم

بِعَهْدِكُمْ وَآيَايَ فَارْهَبُونَ ﴿۴۰﴾ وَآمِنُوا بِمَا

سے معاہدہ پورا کرو اور بس مجھ سے ڈرتے رہو اور اُس پر ایمان لاؤ جو میں

أَنْزَلْتُ مَصِيدًا قَالِمًا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ

نے اب نازل کیا ہے تمہیں کتاب اُس کی پڑھا ہے اس سے پہلے اور اُس کے اول نمبر کے

اے ظلم کی جامع تعریف قرآن مجید نے یہ

کی ہے ومن يتعد حدود الله او لئك

صراط المستقيم یعنی اللہ کی مقرر کردہ حدود

سے قدم آگے بڑھانے والے ظالم ہیں۔

اب اس کے بعد حد کو دیکھنا پڑے گا کہ وہ

بطور وجوب اور لازم قرار دی گئی ہے یا بطور

تریب و استحباب یا بحکمت و شاد۔ اسی اعتبار

سے ظلم کا حکم مختلف ہو جائے گا۔ ظلم حد

و جوب سے تجاوز کی صورت میں گناہ ہو گا اور جو

کسی دوسری قسم کی حد سے تجاوز ہو وہ زیادہ

سے زیادہ ترک اہل کامصداق قرار پا سکتا

گناہ نہ ہو گا جو عصمت کے ممانی ہو۔

نہی درخت کے قرب سے جو آدم کو

ہوئی تھی وہ مومن نہ تھی بلکہ مشرک تھی یعنی

اور شادی کی حیثیت ایک نصیحت کی جوتو ہے

جس کی مخالفت میں کچھ تہری مفسرتیں ہوتی

ہیں تنبیہ مزا نہیں بلکہ عمل کا سرفنا قیہ

سمجھا سکتا ہے۔

قرآن میں دوسری جگہ بتایا گیا ہے کہ آدم

کو جو ممانعت کی گئی تھی اُس کے ساتھ بھی

آدو یہ گئے تھے اس طرف کہ ٹیس کے

مداوت پر غصہ کرتے ہوئے

اشدوا تحا لا یختر جنکما من

الجنۃ فتشقی انک لک الاتجوع فیہا

ولا تعری و انک لا تظلم فیہا ولا

تستعی۔ اس میں کہیں یہ نہیں ہے کہ اگر

تم نے یہ کیا تو میری ناراضگی کا باعث ہو گا

جو مخالفت مرئی کا اصل نتیجہ ہے۔ اسی سے

ظاہر ہے کہ یہ نہی مرئی نہیں ہے۔ اب

جگہ دوسری جگہ نتائج کی تفصیل موجود ہے،

تو یہ نظر آیت میں فتکوننا من الظالمین کے

جمال کو بھی اسی مفہوم کا حامل ماننا پڑے گا۔



كَافِرًا بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ

منکر نہ بنو اور میری آیتوں کو ذرا سی قیمت پر مانتے نہ رہو اور نہ میرے

وَاتَّقُونَ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا

مجھ سے بچاؤ کی فکر کرو اور حق کو باطل کے ساتھ غلط ملط نہ کرو اور نہ حق کو

الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

پجھیاؤ حالانکہ تم جانتے بھی ہو اور نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دیتے

الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ أَتَأْمُرُونَ

رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتے رہو کیا تم لوگوں کو

النَّاسَ بِالْإِثْمِ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ

نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب الہی پڑھتے

الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ

رہتے ہو پھر بھی کیا عقل سے کام نہیں لو گے؟ اور سہارا لے صبر اور نماز کا

وَأَتَاهَا الْكِبِيرَةُ الْأَعْلَى الْخَشِيعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ

اور یقیناً وہ گراں ہے مگر عظمت الہی سے متاثر دل رکھنے والوں کے لیے جنہیں خیال ہے

أَلَهُمْ مَلَقُوا أَسْرَابَهُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

کہ انہیں اپنے پود روگار کا سامنا کرنا ہے اور انہیں اس کی طرف رجوع کرنا ہو گی۔

يَبْنِي إِسْرَءِيلَ أَذْكَرُوا نِعْمَتِي الَّتِي أَنْعَمْتُ

اسے بنی اسرائیل! میری وہ نعمت یاد کرو جس سے میں نے تمہیں نوازا

عَلَيْكُمْ وَإِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَاتَّقُوا

اور یہ کہ میں نے تمہیں تمام جہالتوں سے زیادہ عطا کیا ہے اور اس

يَوْمَ لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلُ

دن سے بچنے کا سامان کرو جب نہ کوئی دوسرے کو کچھ فائدہ پہنچا سکے گا اور نہ کسی

مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُوْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ

کی سفارش قبول ہوگی اور نہ کسی کا کوئی معاوضہ دیا جائے گا اور نہ انہیں کوئی

۱۔ اس کا مطلب نہیں ہے کہ بہت قیمت  
۲۔ اس کے آگے وہ بلکہ فائدہ یہ تھا کہ علمائے اہل کتاب  
۳۔ خداوند سے نفع کی خاطر احکام الہیہ میں کوتاہی  
کرتے تھے تو ان کے عمل کی جو عیب و کوتاہی تھی  
۴۔ اس کی رکاوٹ اور ہستی و کائنات کے لیے فائدہ  
صرف کیے گئے ہیں پھر یہ کہ یہ کتاب الہیہ پر عمل  
۵۔ میں جو بلند مقام و پست ہے اس کے مقاب  
۶۔ میں جو بڑی سے بڑی قیمت پر یہ کتاب الہیہ کو  
۷۔ "کس قلیل" یہی کا مصداق ہوگا۔  
۸۔ یہ نیکو جھوٹ ہو تو اتنا خطرناک  
۹۔ نہیں ہے تبنا وہ جھوٹ جس میں سبائی  
۱۰۔ کا شائبہ بھی ہو۔ یہ است و ان کا انت اکثر  
۱۱۔ اسی طرح کا جھوٹ ہوتا ہے اور اب بھی  
۱۲۔ ایسا ہی کہتے ہیں مثلاً اہل کتاب بھی کبھی  
۱۳۔ یہ کہتے تھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
۱۴۔ میں تو لیکن اولاد سے قبل اور قریش کے  
۱۵۔ سے ہیں۔ یہ سب سے کیا مطلب۔  
۱۶۔ اس کی صدا باز گشت، برج کل بس  
۱۷۔ تعلیم یافتہ ارباب علم کے دہن سے جہنم  
۱۸۔ ہوتی ہے۔ ان الفاظ میں کہ محمد صاحب ملک  
۱۹۔ عرب کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے  
۲۰۔ اور پیغمبر آئے تھے یا کچھ نام نہاد مسلمان  
۲۱۔ کہتے ہیں کہ سوزہ نادر وغیرہ کے احکام عرب کو  
۲۲۔ اور اس زمانہ کی فضا کے عمار سے لئے اب ہم سے  
۲۳۔ ان کو تعلق نہیں ہے۔ اس پر بھی باوجود  
۲۴۔ نے یہ کہہ کر قسبہ لیا ہے کہ حق کو باطل کے ساتھ  
۲۵۔ نہ ملاؤ۔

۱۔ کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ فضل کی لفظ  
۲۔ مال و دولت وغیرہ کی زیادتی کے مفہوم میں آیا ہے  
۳۔ فضلتکم علی العالمین کا ترجمہ میں نے کر دیا ہے  
۴۔ یہ ہے فضیلت مرتبہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں  
۵۔ ہے۔



يَنْصَرُونَ ﴿٥٨﴾ وَإِذْ نَجَّيْنَكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ

مردوں کو نکلے گی۔ اور اُس وقت جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے بچھڑکا دیا

يَسْؤُمُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يَذَّبَحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَ

جو تمہیں بری طرح تکلیفیں پہنچاتے تھے تمہارے لڑکوں کو حلال کر ڈالتے تھے اور تمہاری

يَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكَ بَلَاءٌ لِمَنْ رَزَقَهُ

عورتوں کو زندہ رکھ لیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی

عَظِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَكُمْ وَاعْرَقْنَا

آزمائش تھی۔ اور جب ہم نے تمہارے ذریعے سے تمہارا میں شکار دے دیا اس طرح تمہیں بچا

آلِ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَى

دے دیا اور فرعون والوں کو ڈوب دیا اس حالت میں کہ تم دیکھ رہے تھے۔ اور جب ہم نے موسیٰ کے لیے

أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَ

چالیس راتوں کی میعاد مقرر کی اور پھر تم نے ان کے بعد گوسالہ تیار کر لیا اور یہ تمہارا بہت

أَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ

بے محل تہم تھا۔ پھر اس کے بعد بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا کہ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

شاید اب تم شکر گزاری کرو۔ اور اُس وقت جب ہم نے موسیٰ کو نوشتہ

وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿٦٣﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَى

اور فرقہ۔ امتیاز کا سامان عطا کیا شاید کہ تم ہدایت حاصل کرو۔ اور اُس وقت جب موسیٰ

لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ

نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم بلاشبہ تم نے گوسالہ بنا کر اپنے ساتھ بڑی

الْعِجْلِ فَتُوبُوا إِلَى بَارِيكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكَ

زیادتی کی ہے لہذا اپنے خالق سے توبہ کرو اس طرح کہ اپنے آدمیوں کو خود قتل کرو اس میں

خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِيكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ

تمہارے خالق کے نزدیک تمہاری بہتری ہے تو اس صورت سے اس نے تمہاری توبہ قبول کی بیشک

۱۔ یہ اور اُس کے بعد کی تمام نسبتیں مسجود  
۲۔ بنی اسرائیل کی طرف ترقی حیثیت کے دی گئی  
۳۔ ہیں وہ جن پر واقعات گزرتے تھے وہ ان  
بہت پہلے تھے۔

۴۔ فرعون کسی خاص آدمی کا نام نہیں  
۵۔ ہے بلکہ مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہتے ہیں۔  
۶۔ اسے مصائب کے ذیل میں درج کر  
سے ظاہر ہے کہ یہ زندہ رکھنا کچھ ایسے مقصد  
کے لیے تھا جن کی نسبت مار ڈالنا زیادہ گوارا  
ہو سکتا ہے۔

۷۔ فرعون حکومت کے نظام سے نجات  
دلانے کے لیے خالق کے حکم سے موسیٰ اور ہارون  
کو مصر سے لے کر نکالے کہ اپنے آبائی وطن شام  
فلسطین کی طرف روانہ ہو جائیں۔ فرعون نے  
اپنی فوج کو ساتھ لے کر ان کا تعاقب کیا۔ یہ  
لوگ اتفاق سے شب کو تاریکی میں رہتے  
بھول کر دریا کے قریب پہنچ گئے تھے پس پست  
سے فرعون نے شکار کیا۔ اب یہ لوگ پریشان  
ہوئے مگر وحی الہی سے موسیٰ نے تمام قوم کو  
کو حکم دیا کہ وہ بلا تامل دریا کی طرف مت قدم  
بڑھادیں۔ ان کے بڑھنے کے ساتھ ہی دریا  
کا پانی نیچے سے بھٹ گیا، اُس کی جڑی بڑی  
موجیں اُٹھیں اور دریا دونوں طرف کھڑی  
ہو گئیں اور موسیٰ تمام بنی اسرائیل کے ساتھ  
اُس طرف کے ساحل پر پہنچ گئے مگر جب  
فرعون اپنے لشکر سمیت دریا کے کنارے  
پہنچ گیا، تو دونوں طرف سے دریا کی  
موجیں ٹپٹ پڑیں اور انھوں نے اس تمام  
لشکر کو غرق کر دیا۔



هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ وَإِذْ قُلْتُمْ يَمُوسَىٰ لَنْ

وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ اور وہ وقت جب تم نے کہا اسے موسیٰ ہم پر گز

تَوْمِنْ لَكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ لِلَّهِ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّيْقَةُ

آپ کی بات نہیں مانی گئی جب تک کہ اللہ کو ہم ظاہر بظاہر دیکھ نہ لیں اس پر تمہیں بجلی نے گرت

وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ

میں نے لیا اس حالت میں کہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے پھر تمہارے مرنے کے بعد تمہیں ہم نے دوبارہ جلا

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ

دیکھا کہ شاید اب تم شکر گزار ثابت ہو۔ اور ہم نے تم پر ابر کو سایہ بن کر لیا

وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَىٰ كُلُوا مِنْ

اور تم پر منہ بھر دے امانا کہ کھاؤ ان پاک و حلال

صَيِّبَاتٍ مَّا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ

چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور انھوں نے کچھ ہمارا نقصان نہیں کیا بلکہ خود اپنے ہی

يَظْلِمُونَ ۝ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ

ساتھ وہ تم ڈھلتے رہے۔ اور جب ہم نے کہا اس بستی میں داخل ہو اور

فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ مَرْعًا وَادْخُلُوا الْبَابَ

اس میں سے جہاں سے چاہو خوب مزے سے کھاؤ یہو اور دروازہ میں سے مسجد

سَجْدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ وَسَنَزِيدُ

کرتے جہان اور کہنا گناہوں کی توبہ تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور تمہیں

الْحُسَيْنِينَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ

عمل سے کام لینے والوں کو ہم کچھ زیادہ سی خطا کریں گے مگر ان ظالموں نے اس قول کے بجائے جو

الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَانْزِلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا جَزَا

انہیں بتایا گیا تھا ایک دوسری بات بدل کر کہہ دی تھی تو ہم نے ان ظالموں پر آسمان سے ایک بڑا

مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَإِذْ اسْتَسْقَىٰ

عذاب نازل کیا اس لیے کہ وہ برابر نافرمانی کرتے رہتے تھے اور جب موسیٰ نے اپنی

کرتے رہتے تھے جس کا ایک مظاہرہ اس رکاکت آمیز صورت سے ملاحظہ اب ان پر عذاب نازل ہو گیا ہے

لہ قذیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ قتل کیا ہوا

شریعت موسیٰ میں شرک کی توفیٰ سزا تھی۔

(ملاحظہ ہو سفر استغناء ۵: ۱۷) لہذا موسیٰ

پرستوں کے لیے یہ حکم کسی خصوصی سزا کی حیثیت

نہ رکھتا تھا بلکہ وہ توبہ شرعی تھی جو ان پر جاری

ہو رہی تھی۔ ہاں اس کے جانتے کرنے

کا شرم ان لوگوں کے لیے جو اس جرم سے عموماً

الگ رہتے تھے مگر خاموشی کے ساتھ دیکھتے

ہونے کے قریب تھے۔ اب ان کی استقامت

اعلیٰ امت کا ایک امتحان تھا جس کے بعد ان

کی اس چشم پوشی کے گناہ کو معاف کر دیا

اور اسی امتحان کے نقطہ نظر سے فاقہ تو

انفسکم کی پیشکش بالکل درست معلوم

ہوتی ہے کہ ہر شخص کے لیے اپنے اس عزیز

کو جو اس جرم کا مرتکب تھا قتل کرنے

کا حکم تھا۔

۳۱۔ من و سلویٰ کی اصل حقیقت اللہ

جانب سے ملکر اہل لغت کی تشریح کے مطابق

اس ایک شگنی چیز تھی جو درختوں پر شبنم

کی طرح گرتی تھی اور سلویٰ ایک طرح کا

طائر تھا۔ اردو میں بعض نے اسے ٹیر

کی قسم سے بتایا ہے۔

۳۲۔ انھوں نے بدل کر کیا کہہ دیا؟

اس بارے میں قرآن تصریح نہیں کرتا۔

یہ باتیں میں مگر سند کے لحاظ سے بے اعتبار

تاہم سب سے اتنا یہ حلیت ہے کہ

انھوں نے حکم الہی کا استحقاق کرتے

ہوئے بطور تمسخر فقط کو بدل دیا مثلاً یہی

کہ حطۃ (توبہ) کی فقط کے بجائے

حطۃ (گیسول) کہہ دیا ہو۔ یہ ایک فقط

کی بات نہ تھی بلکہ عدول حکمی ہونے کے

۳۳

۳۴



مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ

قوم کے لیے پانی کی دعا مانگی تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا اس چٹان پر مار دے پس اُس میں سے

مِنْهُ اثْنَا عَشَرَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ

اپنے چشے بھڑٹ نکلے۔ اس طرح کہ ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ

مَشْرَبًا لَهُمْ كُلًّا وَاشْرَبُوا مِنْ رِّزْقِ اللَّهِ وَ

اَللّٰهُ جَانِ رَلِیَا کھاؤ اور پیر اللہ کے دیے ہوئے رزق سے

لَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝۶۱ وَادْقَلْتُمْ

اور زمین پر خرابیاں پھیلاتے نہ پھرو۔ اور اُس وقت جب تم نے

يَسُوسِي لِنَاصِرٍ عَلَىٰ طَعَامِهِمْ وَاحِدٌ فَادْعُ لَنَا

کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز ایک کھانے پر صبر نہیں کریں گے لہذا اپنے پروردگار

رَبِّكَ يَخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنَبِّتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا

پر پالنے والے فصل کے لیے وہ پھیریں نکالے جو زمین سے اُگتی ہیں، جیسے

وَقَتَا هَا وَفُومَهَا وَعَدَسَهَا وَبَصِلَهَا قَالَ اَنْتَبِدِلْ

سبگ، لکڑی، کیہوں، مسور اور پیاز موسیٰ نے کہا اے ایسی لپیٹ

الَّذِي هُوَ اَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اَوْ اَصْبَطُوا مِصْرًا

چیزیں تم بدل کر لینا چاہتے ہو اُس کے بدلے جو بہتر ہے اچھا تو پھر کسی شہر میں

فَاِنْ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ

جاگرتو وہاں تمہیں جو مانگتے ہو سب مل جائے گا۔ اور اُن پر ذلت اور محتاجی طے عائد کر

الْمُسْكَنَةُ وَبَاءَ وَبَغَضِبَ مِنْ اللَّهِ ذَلِكَ بِاَنَّهُمْ

دئی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گرفت ہو گئے یہ اس لیے کہ وہ

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ

اللہ کی نشانیوں کا برابر انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق

النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا

قتل کر ڈالتے تھے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ برا

۱۔ عصا مار کر چٹان سے پانی نکلنے کا ذکر تدریت میں بھی ہے مگر چشموں کی تعداد کہ وہ بنی اسرائیل کے قبیلوں کی تعداد کے مطابق بارہ تھے اس کا ذکر قرآن کے مختصات میں ہے جس کی تصدیق آثار کے مشاہد سے ہو گئی ہے۔

۲۔ یہ فیصلہ وقت پر ہے جو پوری قوم کے لیے ان کی بد اعمالیوں کے نتیجہ میں سنایا گیا ہے۔ اسی سے مسلمانوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ یہودیوں کو حکومت کبھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ مشران میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اُس میں تو ذلت اور محتاجی کا ذکر ہے اور یاد رکھنا چاہیے کہ ایک سود خوار قوم کتنی ہی دولت مند یا پانڈوی ہمایہ کسی حکومت کی بھی مالک ہو جائے پھر بھی وہ دنیا سے نفس اور محتاجی کے احساس سے بند نہیں ہو سکتی۔

۳۔ ظاہر ہے کہ نبیاد کا قتل ناحق تو ہو ہی گا مگر یہاں مطلب یہ ہے کہ خود اُن کی نظر میں بھی وہ اہیاد قتل کے مستحق نہ تھے۔

org



يَعْتَدُونَ ﴿٩١﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا

ظلم و تعدی سے ہم لیتے تھے۔ یقیناً جو مسلمان ہیں اور جو پہلے یہودی عیسائی

وَالنَّصَارَى الصَّيِّئِينَ مِنْ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

اور صابی تھے، جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر واقعی ایمان رکھتا

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا

ہو اور نیک عمل کرے تو ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے اور

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٩٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا

ان کے لیے کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ سوچ میں مبتلا ہوں گے۔ اور جب اللہ ہم نے

مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ طَخَذُوا مَآ

تم سے عہد لیا اور ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کیا کہ جو ہم نے تمہیں

اتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٩٣﴾

دیا ہے اسے مضبوطی سے یاد میں لو اور جو کچھ اس میں ہے اُسے یاد رکھو شاید اس طرح تم

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

پھر تم اس کے بعد پٹ گئے۔ اب اگر اللہ کا خاص فضل و

وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ

کہ تم پر نہ ہوتا اور اُس کی رحمت تو تم سمجھتا تھا اُنھنے والوں نے سمجھتے اور تمہیں معلوم

الَّذِينَ أُعْتِدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ

وہ جنہوں نے تم میں سے سبت کے بارے میں تعدی سے کام لیا تھا تو ہمارا اُن

كُونُوا قِرَادَةً خَاسِرِينَ ﴿٩٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا

کے لیے حکم ہوا کہ ذلیل بناد ہو جاؤ۔ ترجمہ نے اُسے ذریعہ عبرت بنا دیا اس

بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٩٦﴾

زبانہ اور اُس کے بعد کے لیے اور نصیحت بنا دیا نیکو نجات رکھنے والوں کے لیے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں حکم دیت ہے کہ ایک گائے

۱۵۔ نانا رسول میں اسلام لانے والے

۱۶۔ کسی قسم کے قصہ ایک پہلے کی دوسرے

۱۷۔ دین کو اختیار کیے ہوئے نہ تھے خواہ شرک کی

۱۸۔ زندگی بسر کر رہے ہوں یا مبدائی مسلم ہوں۔

۱۹۔ دوسرے وہ جو پہلے کسی دین کو اختیار کیے ہوئے

۲۰۔ تھے اسلام کے علاوہ جیسے یہودیت نصاریت

۲۱۔ صابیت وغیرہ۔ ان سب کے لیے قرآن بتانا چاہتا

۲۲۔ کہ معیار نجات ایک ہی ہے یعنی اللہ کی سابقہ

۲۳۔ زندگی سے بحث نہیں کہ وہ کیا تھی۔ حال کے لیے

۲۴۔ سب کے واسطے نجات کی شرط یکساں ہے اور وہ یہ

۲۵۔ کہ اس اسلامی تعلیمات کے مطابق مبرا اور معاد کو

۲۶۔ مانیں اور صحیح طریقہ پر اعمال حسنہ کے پابند ہوں

۲۷۔ ظاہر ہے کہ تعلیمات اسلامی کے مطابق اعتقاد

۲۸۔ اعمال کے درست کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اُس

۲۹۔ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کو قبول کر لیا یا اس

۳۰۔ لیے ایمان بالقرآن کے ذکر کی ضرورت نہیں

۳۱۔ اب اس کے بعد احسنت میں اُن کی نجات

۳۲۔ کا مبرا سبب رہا ایمان و عمل یکساں طور پر

۳۳۔ حاصل ہے۔

۳۴۔ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب انوار

۳۵۔ قدرت نازل ہوئی ہیں۔ کہہ طور اُن پر کوئی

۳۶۔ بلند کیا گیا تھا۔ اس کی تفصیل مسلمان مجید

۳۷۔ میں تو ہے نہیں۔ امرائیکیت کچھ بتاتے

۳۸۔ ہیں مگر وہ معتبر نہیں۔ بہر حال قرآن کے

۳۹۔ انمازیہ بیان سے ظاہر ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی

۴۰۔ مظاہرہ قدرت تھا۔ اس عملی تہا۔ یہ کہ ساتھ

۴۱۔ اُن سے کہا گیا کہ اس کتاب کے ساتھ

۴۲۔ تمسک کرو۔

۴۳۔ سبت شریعت یہود میں ایک

۴۴۔ خاص دن تھا جو عبادت و ذکر الہی کے

۴۵۔ لیے مخصوص تھا اور اُس کے خاص احکام

۴۶۔ تھے۔ کسی خاص جگہ کے لوگ جس کا نام دیا

۴۷۔ نے نہیں لیا ہے۔ ان احکام کی خلاف ورزی

۴۸۔ کرتے تھے۔ اس کی سزا میں ان پر یہ عذاب

۴۹۔ نازل ہوا کہ وہ بندوں کی صورت میں رہیں

۵۰۔ ہو گئے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اُن کا خلاف بندوں کے سے کر دیے گئے مگر یہ ظاہر الفاظ قرآن کے خلاف ہے۔



بَقْرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُرُاقًا قَالِ اعْزُذْ بِاللّٰهِ اِنْ

ذبح کرد۔ انھوں نے کہا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟ کہا بڑا بخدا کہ میں

اَكُوْنُ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۝۶۷ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يَبِيْنَ

جاہلوں میں سے نہیں۔ انھوں نے کہا ہماری طرف سے اپنے پروردگار سے التجا کیجیے

لَنَا مَا هِيَ قَالِ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا فَاْرِضْ

وہ ہمارے لیے ظاہر کر دے کہ وہ کیسی ہے؟ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہے جو نہ بڑھتی ہے

وَلَا يَكْرَهُوْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ فَاَفْعَلُوْا مَا تُوْمَرُوْنَ ۝۶۸

نہ بن بیانی، دونوں عمریں کے بیچ میں ایسی ہے جس کے بچے بڑھے ہیں پس اب جو حکم جو رہا ہے اسے انجام دے

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يَبِيْنَ لَنَا مَا لَوْ نَهَا قَالِ اِنَّهٗ

دو۔ انھوں نے کہا ہماری طرف سے اپنے پروردگار سے عرض کیجیے وہ ہمیں بتا دے کہ اس کا رنگ کیسی ہے؟

يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ صَفْرًا ۝۶۹ فَاَقْبَعُوا لَوْ نَهَا تَشْرُ النَّظْرِيْنَ

کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے چوکنے نردنگ کی جو دیکھنے والوں کو فرحناک بناتی ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يَبِيْنَ لَنَا مَا هِيَ اِنْ الْبَقْرَ تَشْبَهُ

انھوں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے ہماری طرف سے درخواست کیجیے کہ وہ ہمارے لیے مزید توضیح کرے اس لیے

عَلَيْنَا وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝۷۰ قَالِ اِنَّهٗ

کہ گائیں ہیں مٹی علی نظر آتی ہیں اور اللہ نے چاہا تو ہم صحیح راستہ پا جائیں گے۔ کہا وہ مسرہا ہے

يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا ذَلُوْلٌ تَشِيْرُ الْاَرْضَ فَلَا تَسْقٰى

کہ وہ ایک ایسی گائے ہے جو نہ محنت کرنے والی ہے کہ زمین کو جوتی ہو اور نہ وہ کھیتی کو پانی

اَحْرَتْ مُسَلَّمَةً لَا شَيْءَ فِيْهَا قَالُوا اَللّٰهُ جِئْتَ

دیتی ہے۔ وہ بے عیب ہے ایسی کہ اس میں کوئی داغ دھبہ نہیں ہے انھوں نے کہا اب آپ لے ٹھیک

بِالْحَقِّ فَاَذْبَحُوْهَا مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۷۱ وَادْقَلْتُمْ

ٹھیک پتہ دیا۔ اب جا کر انھوں نے اسے ذبح کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بیکریں تھیں اور جبکہ تم نے

نَفْسًا فَادَرَأْ تَمْ فِیْهَا وَاللّٰهُ مَجْرَجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۷۲

ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا۔ پھر تم اس کے بارے میں جھوٹا سب سے فقہ اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا اس کا جسے تم چھپا رہے

۱۔ اس واقعہ کی تفصیل اہل بیت طاہرین  
دو معتبر روایتوں میں وارد ہوئی ہے جن کا خلاصہ  
یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک نہایت  
نیک آدمی کو اس کے ایک نامیہار عزیز نے  
قتل کر دیا اور خود اس کے خون کا دھو  
لیا۔ اسی کے قاتل کا پتہ چلانے کے سلسلہ  
میں یہ گائے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا۔  
یہ گائے بنی اسرائیل میں سے ایک جوان صالح  
کی تھی، جس کا اپنے باپ کے ساتھ صلیبوں  
اللہ کو پسند آیا اور اس کے فقر و فاقہ کو دور  
کرنا منظور ہوا۔ اس لیے قاتل کا پتہ لگانے  
کے لیے صفات کے ذریعے سے اس گائے  
میں انحصار کر دیا تاکہ یہ لوگ شہنائی قیمت  
پر خرید کر لیں اور وہی اس جوان کی فاسخ البالی  
کا ذریعہ ہو (صافی)

۲۔ پہلے حکم کے الفاظ مطلق تھے کہ ایک  
گائے ذبح کر دو۔ اگر بنی اسرائیل ان الفاظ  
کے اطلاق پر عمل کر کے کوئی گائے لے آتے  
اور ذبح کر ڈالتے تو اصولاً حکم کی تعمیل میں  
کسی کی کا الزام نہیں آسکتا تھا مگر انھیں  
پہلے تو یہ یقین ہی نہیں آتا تھا کہ قاتل کی مرغوعا  
کے لیے واقعی گائے ذبح کی جائے۔ وہ اسے  
مناقض قرار دے رہے تھے اب جب نبی کی  
تصریح کے بعد انھیں یقین آیا کہ واقعی یہ حکم  
ہے تو ان کے ذہن میں یہ آیا کہ بہر حال یہ کوئی  
عام گائے نہیں ہو سکتی ضرور کوئی خاص گائے  
ہوگی جس میں یہ خاصیت ہے۔ اس وجہ سے  
انھوں نے اس کے اوصاف پوچھے۔ اب

جب ان کی ذہنیت اس شکل پسندی  
کی طرف مائل ہو گئی جو ان کے رجحان طبعی  
کما حقہ انصاف اور علم الہی میں وہ پہلے  
سے تھی تو حاقی نے کٹاں کٹاں ان کو  
اسی متعین گائے تک پہنچا دیا جس  
کے ذریعے سے اس ایک جوان صالح  
کی انصافی حالت کو درست کرنا تھا



فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُخَيِّ اللَّهُ السَّوْتِ

ترجمہ ہے کہ اگر اسی گانے کا ٹکڑا اس پر مارو۔ اس طرح اللہ مردوں کو جلائے گا اور

وَيَرْيَكُمُ آيَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ

تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھانا ہے شاید اب بھی تم میں عقل آئے۔ پھر اس کے بعد بھی

قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ

تمہارے دل سخت ہی رہے چنانچہ وہ پتھر کے مثلی یا لود بھی زیادہ

قَسْوَةً وَإِنْ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ

سخت ہیں اور پتھروں میں تو ایسے بھی بہتے ہیں کہ جس سے ندیاں بھوٹ نکلتی ہیں

وَإِنْ مِنْهَا لَمَا يَشَّقُّ فَيْخَرُّ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنْ

اور بعض اُن میں ایسے بہتے ہیں جو بھوٹ جاتے ہیں تو اُن میں سے پانی نکلتا ہے اور اُن

مِنْهَا لَمَا يَخْبُطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ يَغَافِلُ عَمَّا

میں ایسے بھی بہتے ہیں جو جلال الہی کے اثر سے ہچکچاتے ہیں اور جو کچھ بھی تم کرے ہو

تَعْمَلُونَ ﴿۴۴﴾ أَفَتَصْمَعُونَ أَنْ يُؤْفِكُوا لَكُمْ وَقَدْ

تو اللہ اُس سے بے خبر ہے۔ کیا تمہیں اس کی توقع ہے کہ یہ تمہارے کہنے سے ایمان لائے ہیں

كَانَ قَرِيقٌ مِنْهُمْ لَيَسْمَعُونَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ لَمْ يَرْوُنَّ

سوائے ان کے ایسے لوگ رہے ہیں جو اللہ کا کلام سنتے ہیں اور پھر اسے سمجھنے کے بعد

مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۴۵﴾ وَإِذَا

جان بوجھ کر اُس میں گھسہ دیتے ہیں۔ اور جب وہ

لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ

اپنے ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مومن ہیں اور جب آپس میں تخلیہ

إِلَى بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

کہتا ہے، تو کہتے ہیں کہ جو تمہیں معذات اللہ نے دیے ہیں وہ تم انہیں کیوں بتا

لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۶﴾ أَوَلَا

رہتے ہو کہ جس سے وہ خود تمہارے خلاف پیش روئے کا حجت قائم کریں۔ آخر تم عقل سے کام لیں یا نہیں

لہ اس آیت کے ذریعے اس گانے

کے ذریعہ کہنے کا سبب اور اس کا نتیجہ سب

ظاہر ہو گا قدرت میں ایک جگہ قاتل کا راز

نہ ملنے کے موقع پر گانے کے ذریعہ کہنے

ذکر ہے مگر اُس میں ذریعہ کا کوئی حاصل معلوم

نہیں ہوا۔ اسلامی روایت یہ ہے کہ گانے کا

ٹکڑا مقتول پر مارنے کے بعد زندہ ہو گیا۔

اور اُس نے خود اپنے قاتل کا پتہ دے دیا۔

آیت مت ربانی میں آخری ٹکڑا کہ اس طرح اللہ

مردوں کو جلائے گا اس روایت کے مناسب

ہے۔ آیت کی لفظ قرآن مجید میں مجبوراً غرض

مطابق قدرت کے آتی ہے۔ بریکر آیت

سے ظاہر ہے کہ گانے کا ٹکڑا اُس پر مارنے کے

بعد کوئی غیر معمولی کرشمہ قدرت نمودار ہوا

مخرج حاکمہ رنگتوں سے ظاہر ہے اس

کرشمہ کے ذریعے قاتل کی تعیین ہو گئی۔ یہ

صورت بالکل اُس روایت پر منطبق ہوتی ہے

کہ پتھروں کے جن کیفیات کا ذکر کیا گیا ہے

وہ ان لوگوں کے دلوں کے زیادہ سخت ہونے

کا ایک ادبی انداز میں ثبوت ہے یعنی پتھروں

میں تو پھر بھی کچھ اثر پذیری آنکھوں سے بھی

ہاں سکتی ہے مگر یہ تعداد اصل ہے کہ کبھی متاثر

نہیں ہوا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متاثر

ہونے کے غیر معمولی مظاہرات بھی اپنی آنکھوں

سے دیکھ چکے تھے۔



يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَيُعْلِنُونَ ﴿۷۸﴾

یہ نہیں معلوم ہے کہ جو یہ چھپائیں اور جو منہ پر لکریں اللہ کو اس سب کا علم ہے۔

وَمِنْهُمْ أُمِّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَ

اور ان میں کچھ ایسے ہیں جو سوائے ہندو لافزعات کے اپنی کتاب کا کچھ علم ہی نہیں رکھتے

إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۷۹﴾ قَوْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ

اے وہ جس خاص خیال میں مبتلا ہیں۔ دئے بحال ہے ان لوگوں کے جوابے ہاتھوں سے

الْكِتَابَ بَايِدُ بِهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ

جہلی روشنی لکھ کر تیار کرتے ہیں۔ پھر فقہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ سے

اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا قَوْلٌ لَهُمْ مِمَّا

کہ اللہ کی طرف سے ہے۔ دئے بحال ان کے اس کی وجہ سے جو

كُتِبَتْ أَيْدِيهِمْ وَيُلْهِمُ اللَّهُ مَا يُرِيدُونَ ﴿۸۰﴾

وہ لکھتے ہیں اور دئے بحال ان کے اس کی وجہ سے جو وہ لکھتے ہیں۔

وَقَالُوا لَنْ نَمْسَنَ النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ

اور ان کا قول ہے کہ ہمیں دوزخ کی آگ تو چھو بھی نہیں سوائے چند گنتی کے دنوں کے

قُلْ اتَّخَذَ اللَّهُ عِنْدَ عَهْدِكُمْ فَلَنْ يَخْلَفَ اللَّهُ

کہہ کر کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد نامہ کر لیا ہے کہ اللہ اپنے عہد نامہ کے خلاف

عَهْدُهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۸۱﴾

بہی نہ کرے گا یا تم بے جا نے بڑھے خود ہی اللہ پر ایک بات عائد کر رہے ہو۔

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ

کہیں نہیں، جو جس برکت کو کم کرے گا اللہ اس کے قصور اس پر عائد ہی ہو جائیں گے۔

فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۸۲﴾

یہی وہی دوزخ والے ہوں گے کہ اس میں جیسے ہمیشہ رہیں گے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَهُمْ أَصْحَابُ

اور جو اللہ ایمان لائیں اور اچھے اعمال کریں تو یہ لوگ بہشت

لہ یہ ان تمام کا ذکر ہے جو مذہب کی تحقیق

ہیں اتنی جانتے ہیں کہ ہم اس کی وجہ سے نفرت

ہیں ہندو سے ہندو ج کے مستحق ہیں۔ بلکہ خود

اس مذہب کی جس سے نجات کے مستحق ہیں

اللہ اب بھی نہیں جانتے ایسے تمام آج مسلمانوں

میں اللہ اب بھی اپنی نام خدایوں پر کوئی قابل

تقریب یقین نہیں رکھتے۔

لہ یہ وہی اس کے قائل تھے کہ ہیں اتنے

دن کہ جن میں موسیٰ کی غیبت کے موقع پر سالہ کی

پرستش مبنی تھی اور وہ چالیس دن چلتے

ہیں، آتش دوزخ کی سزا دی جانے کی اس

کے بعد پھر پانچ گنا ہی عذاب مال یہودی کی

وہ دوزخ میں نہیں رہ سکتا۔ اسی کی رد کی گئی

ہے کہ یہ تم نے اللہ کے یہاں کے معاملات

میں اپنے حال سے کوئی فیصلہ کر لیا ہے اور

اللہ اس کا پابند کس بنا پر سمجھا جاسکتا ہے۔

لہ جس طرح وہ وعید اپنے عہدہ المال

سے وابستہ ہے جو اس کے قبل کی آیت میں

ہے اسی طرح یہ وعید بھی حسن اقتداء اور

حسن عمل دونوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر

مذہب باطنی حاصل نہیں تو پھر بھی وعدہ نہیں

ہوئے افضل واحسان و کم خیر و از سے منفعت

نہایت تو اس پر پابندی ملے کہ کسی کو

حق نہیں۔



۹

الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۸۲﴾ وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَ

وہاں ہیں کہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے

بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ

عہد کیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور حسن سلوک سے پیش

أَحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَ

آپ اپنے ان باپ، عزیز اقارب، یتیموں اور محتاجوں سے اور لوگوں

قُولُوا لِلنَّاسِ حَسَنًا وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

کے ساتھ حسن گفتار سے کام لینا اور نماز ادا کرنا اور زکوٰۃ دینے

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمُ الْأَقْلِيَّاتِم مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُعْرِضُونَ ﴿۸۳﴾

پھر تم سب پلٹ گئے بجز تم میں سے عورتوں آدمیوں کے اور تم نے روگردانی اختیار کی

وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَ

اور جب ہم نے تم سے عہد کیا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا اور اپنے

لَا تَخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ

آدمیوں کو گھر سے بے گھر نہ کرنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا

وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ

جس کے گواہ تم خود ہو۔ پھر تم اب یہ بول رہے ہو کہ آپس میں خونریزی

أَنْفُسَكُمْ وَتَخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ

بھی کرتے ہو اور اپنوں میں سے کسی کو گدہ کر گھر سے بے گھر بھی کر دیتے ہو

تُظَاهِرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْأَثَرِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ

اور ان کے خلاف گناہ و ظلم کے ساتھ متفقہ سازش بھی کرتے ہو اور اگر وہ قید ہو

أَسْرَى تَفْذَرُوا هُمْ وَهُمْ مَحْرُومٌ عَلَيْكُمْ أَخْرَاجُهُمْ

جانیں تو منہ دیں ان کا تم ہی دیتے ہو حالانکہ ان کا گھر ان سے نکالنا ہی تمہارے لیے ناجائز ہے

أَفْتَوْمُنُون بَعْضُ الْكُتُبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

تو کیا تم کتاب کے کسی کو جڑ کر تو مانتے ہو اور کسی جڑ سے انکار کرتے ہو۔

۱۔ یہ عہد وہاں ضروری نہیں کہ کسی شخص  
مظاہرہ کی شکل میں ہو بلکہ وہاں وہ سلیس پابان کا  
ہی میں یہ عہد مضمر ہے کہ ہم ان کے تعلیمات پر  
عمل کریں گے۔ پھر حبیان بنی اسرائیل کے تعلیمات  
میں ان باتوں کا وہ موجود ہے تو اسی کو کہا گیا ہے  
کہ اللہ نے اس کا عہد کیا۔ اس لفظ کی اہمیت  
اس سے بڑھ جاتی ہے کہ خدا کی کتاب کی اصلاح  
میں آج تک بائبل کو عہد نامہ ہی کہا جاتا ہے  
چنانچہ تعلیم اور اس کے طعنائت کو عہد نامہ  
کہتے ہیں اور بائبل اور اس کے طعنائت کو عہد  
جدید۔ اکثر یہ باتیں جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے  
توریت میں اب بھی موجود ہیں۔

۲۔ یہ فقرہ کہ اگر وہ تیرے ساتھ جائیں تو  
ندیدہ ان کا تم ہی دیتے ہو۔ ان کے قتل کو  
تعداد دکانے کے لیے ہے۔ یعنی ان کو قتل  
اور قوی کا اتنا احساس ہے کہ اگر کسی غیر  
قوم کے ہاتھ میں کبھی تمہارے اس دوسرے  
قبیلے کا آدمی گرفتار ہو جائے تو جس طرح  
بھی تم کو تم اس کا عہد نامہ ہے کہ اسے بچا  
دیا جائے۔ پھر بلاوجہ جنگ کے ہنگام میں خود ہی  
ان کو قتل کرتے ہو۔ گھر سے نکال کر بے گھر  
کرتے ہو۔



فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ الْآخِرَىٰ فِي

پھر کیا سزا ہے اُس کی جو تم میں سے ایسا کرے سوا دنیا کی زندگی میں

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَرُدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ

رسوائی کے اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب میں مبتلا

الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۸۵﴾ أُولَٰئِكَ

کے جانیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے اللہ بے خبر نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں

الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا

جنہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت کے عوض میں مہل دیا ہے

يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَصَرُّونَ ﴿۸۶﴾

ان پر عذاب میں کوئی کمی ہوگی اور نہ انہیں کوئی مدد مل سکے گی۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اُن کے بعد لگا کر پیغمبروں کا

بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَ

سلسلہ قائم رکھا اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ہم نے نمایاں معجزے عطا کیے اور

أَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ

روح القدس سے اُن کو تقویت پہنچائی، تو کیا جب بھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس آیا

بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِّقُوا بَيْنَ

باتوں کو لے کر آئے جنہیں تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تو تم انہیں الگ کر کے بعض کو

وَفَرِّقُوا تَقْتُلُونَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ

جھٹلاؤ گے اور بعض کو قتل ہی کر دیتے ہو اور کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر قدرتی غلاف پڑے ہوئے ہیں

لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾

بلکہ مانتے ہیں کہ اُن کے کفر کی وجہ سے انہیں اللہ نے رحمت دور کر دیا ہے اور بہت کم ایمان والے

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِمْ

اور جب ان کے پاس ایسا کتاب آئی جو ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے

۱۔ بیّنات کے لغوی معنی دیکھنے والے  
یا واضح نشانیں کے ہیں مگر اصطلاحاً قرآنی  
میں خوارق عادات یعنی غیر معمولی مظاہرات  
کو جو رسولوں کے دعوئی نبوت کی تصدیق  
میں نمودار ہو سکے ہیں، آیات و بیّنات  
کی لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۲۔ کہی ایمان لانے والوں کے اعتبار سے  
بھی ہو سکتی ہے یعنی زیادہ اسناد ان میں کے  
گزر رہا ہے وہیں گئے اور باقی برقت صلاحیت  
کے بھی ہو سکتی ہے یعنی ایمان لانے والوں کے  
بہت کم امکان ہے۔ بہر حال اس سے یہ اثر  
ظاہر ہے کہ کفر کے بعد بھی جو اثر قہرِ ربّ  
ہو گا وہاں سے نہیں ملے گا اس کے  
خلاف ہونا کم افراد میں یا کم جگہوں پر ممکن  
ہوتا ہے۔



وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ

اور جو کہ اس کے پہلے یہ لوگ نجد کافروں کے سامنے اس کتاب کے ذریعہ سے

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى

کفر کا اعلان کرتے تھے۔ اب جسے وہ پہلے سے جانتے تھے جہان کے پاس آئی تو یہ خود اس کے منکر ہوئے۔

الْكَافِرِينَ ۝۸۹ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا

اللہ کی لعنت ہو کافروں پر انھوں نے اپنے نفوس کے بچانے کا کیا بڑا سامان کیا ہے کہ وہ اللہ کو

بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يَنْزِلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى

ہیں اُس کا جسے اللہ نے نازل کیا ہے صرف اس بات کی ضد میں کہ کیوں اللہ اپنے فضل و کرم

مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوْا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ

کی اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بارش کرتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے دہرے غضب کا مستحق ہیں

وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝۹۰ وَإِذَا قِيلَ

اور کافروں کے لیے ذلت دینے والا عذاب ہے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا

لَهُمْ امْنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا أَنْزِلْ

ہے کہ اس پر جو اللہ نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ جو ہم پر نازل ہوا

أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ قَوْلُهُمْ الْحَقُّ

ہے اُس پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے علاوہ ہے اس کے پرستار ہیں حالانکہ وہ سب

مُصَدِّقَاتِ لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ

اور اُن کے پاس والی کتاب کا تصدیق کرنے والا ہے کہو کہ اچھا اگر تم ایمان رکھتے تھے تو اس

مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۹۱ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ

کے پہلے انبیاء کو کہیں تم کو ڈالتے تھے۔ اور مڑی تمھاری جانب

مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ

کھلے ہوئے معجزوں کے کرتے پھر تم نے اس کے بعد بھی حد سے قدم آگے بڑھتے

بَعْدَهُ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۝۹۲ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ

موت کے گواہ پرستی اختیار کی۔ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا

۱۔ اہل کتاب کے مقابلہ میں جو کافروں کا ذکر ہے اس سے مراد مشرکین ہیں اس سے کہ وہ محمدی اور عیسیٰ کی نبوت کے بھی قائل نہ تھے تو اسلام کے آنے سے پہلے اُن کے مقابلہ میں اہل کتاب محمدی کی حیثیت رکھتے تھے اور وہ کافر کی۔ یہ اہل کتاب اُن کافروں کے سامنے جب بات چیتی تھی تو کہتے تھے کہ الہی تم جو چاہے ہمارے ساتھ بدسلوکی کر لو۔ دیکھنا جب محمد مصطفیٰ مبعوث ہوئے تو پھر بدسلوکی میں ہم جو ہم ہیں گئے۔ تمھارا یہاں پتہ بھی نہ پڑا مگر جب نصرت کی بعثت ہوئی تو وہ کافر یعنی باشندگان مدینہ اُس طرح تو یہاں آئے اور یہ مومن آپ کی رسالت کے منکر ہو کر کافر بن گئے۔

۲۔ قرآن مجید میں کافروں کا ظالم اور کاذب اور لعنت بہت جگہ وارد ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مستحق لعنت و لعنت و شتم نہیں ہے جو ظالم و تکذیب و شرارت پر عمل کرتے ہیں۔ یہی وہ کافروں کے اعمال ہیں۔

ma



وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ مُخَذًّا وَمَا أَتَيْنَكُم بِقُوَّةٍ

اور تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کیا، کہ جو ہم نے تمہیں دی ہے اسے مضبوطی سے

وَاسْمِعُوا طَقًا لَّوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأَشْرَبُوا فِي

پکڑ اور بات کی سماعت کرو انہوں نے کہا کہ سن تو ہم نے لیا مگر ماننے پر تیار نہیں ہیں امدان

قُلُوبُهُمُ الْعَجَلُ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِسْمِ اللَّهِ مَا كَانَ يَكُفِّرُهُ

ان کے کفر کے سبب سے ان کے دلوں میں گو سالہ کی محبت مرثیت کر گئی۔ کہو کہ اگر تم ایمان والے ہو، تو

إِيْمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ

تمہارا ایمان کیسے بڑے تقاضے تم سے کرتا ہے کہو کہ اگر مسلم آخرت

الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ

پیش خدا صرف تمہارے لیے ہے تمام دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر، تو اگر تم

فَتَمْنُوا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٤﴾ وَلَنْ يَتَمَنَّوهُ

سچے ہو تو تمہیں موت کا مشتاق و آئندہ مند ہونا چاہیے اور وہ اس کے آئندہ مند بھی نہیں ہے

أَبَدًا بِمَا قَدَّمْتُمْ إِلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿١٥﴾

اُن گناہوں کی وجہ سے جو وہ اپنے ہاتھوں سے کر چکے ہیں اور خدا ایسے عمدہ سے تجاقد کرنے والوں کو

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيٰوةٍ مِنْ

خواب جانتا ہے اور ایک خاص طرح کی زندگی کی لالچ اُن میں سب سے یہاں تک کہ مشرکین

الَّذِينَ اشْرَكُوا أَجْدَدُ أَحَدِهِمْ لَوْ يَمُرُّ بِالْفَسْنَةِ

سے بھی زیادہ پاؤں کے اُن میں کا ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش اُسے ہزار برس کی عمر

وَمَا هُوَ بِمِنْ حَرْجٍ مِنَ الْعَذَابِ إِنْ يُعْمَرُ وَاللَّهُ

مفتی، حالانکہ اس عمر کا کافی بھی اُسے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اور جو کچھ

بَصِيرًا يَبْدَأُ يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْحَبِيرِ

کرتے ہیں اُسے اللہ خوب پکھتا ہے کہہ دیجیے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہے

فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا

اور انہوں نے اُس کو آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے تصدیق کرتا ہوا اُس کی

کہ یہودیوں کی طور پر اپنے کریمات کا حق راہ  
سمجھتے تھے۔ یہ اُن کا عقیدہ مختلف الفاظ  
میں متران مجید میں نقل کیا گیا ہے اور ہر جگہ  
میں ایک خاص طرز میں اُس کو رو کیا ہے یہاں  
اُن کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اگر تم بلا ایمان  
و عمل صالح صرف امر اعلیٰ قوم اور یہودی ہی نہ  
میں پیدا ہونے کی وجہ سے یقین نجات رکھتے  
ہو، تو پھر موت سے خلافت کیوں ہوتے نہ  
جانیں کہ جب موت کے مشتاق اور آئندہ مند ہو  
اب اگر مسلمانوں میں سے کوئی فرد یا جماعت کسی  
وقت یہ سمجھ لے کہ ہم بالحد و صفات شخصی مرث  
جہاں حق انتساب کی وجہ سے نجات کے حقدار  
ہو جائیں گے تو یہی مطالبہ جو قوم یہود کے سامنے  
پیش کیا گیا ہے اس کے سامنے بھی پیش  
کیا جانا درست ہوگا۔

۱۳۔ الفاظ آیت پر غور کرنے سے معلوم  
ہوتا ہے کہ کلام جس طرح شروع ہوا تھا اُس  
طرح ختم نہیں ہوا۔ جس طرح بات شروع کی  
گئی تھی۔ ان الفاظ سے کہ جو شخص جبریل کا  
دشمن ہے۔ اس کا تقاضا یہ تھا کہ اب مخاطب  
جستہ تک شرک میں ہوتے اور منکلم رسول اللہ  
ہتے مڈنا ان کے جیسے منکلم نے اس جگہ  
کو تمام چھوڑ دیا اور وہ اس کی نامعقولیت  
پر الگ سے رسالہ کو مخاطب کر کے ہی تبصرہ  
کرنے لگا۔ اس کا تعلق پھر نئے سرے کلام  
شروع کر کے اس کے بعد دلی آیت میں لایا  
گیا ہے۔ ایسے مرتفع پر مغترین ترکیب  
نہی بنائے ہیں دیکھیں عیسویس کیا کرتے  
ہیں لیکن یہ نماز ادب کے کلام میں فصاحت  
و بلاغت کی جان ہوتے ہیں اور وہ ہر زبان  
میں متعارف ہیں۔



بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۹۵﴾

جو اس کے پہلے سے تھا اور ہدایت اور خوشخبری ایسا ان کے والد کے لیے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَ

جو دشمن ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیغمبروں کا یا

جِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ﴿۹۶﴾

جبریل یا میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ایسے کافروں کا۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا الْكَافِرُونَ

اور حقیقت امر یہ ہے کہ ہم نے تم پر بہت صاف اور واضح آیتیں اتاری ہیں اور ان کا انکار

الْفَاسِقُونَ ﴿۹۷﴾ أَوْ كَلِمَاتٍ عَهْدٍ وَأَعْلَىٰ نَبَذَهُ فَرِيقٌ

بہ اعمال لوگوں کے سوا کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ اور کیا یہ جب بھی کوئی عہد کریں گے تو ایک جماعت ان میں کی

مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۹۸﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ

اسے پس پشت ضرور ڈال دے گی۔ بلکہ زیادہ ایسے ہی ہوں گے جو ایمان نہ لائیں۔ اور جب ان کے پاس اللہ

رَسُولٌ مِنَ عِنْدِ اللَّهِ مَصْدِقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ

کی طرف سے وہ پیغمبر آیا جو ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرنے والے تھے تو ان اہل

فَرِيقٍ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كَتَبَ اللَّهُ وَرَاءَ

کتاب میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو اپنے

ظُهُورِهِمْ كَانَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۹۹﴾ وَاتَّبَعُوا مَا

پس پشت ڈال دیا جیسے کہ وہ اُسے جانتے ہی نہ تھے۔ اور ان لوگوں نے پیروی

تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمٍ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا كَفَرَ

کی اس کی جو شیاطین سلیمان کی سلطنت میں پڑھ کر سنا کر تے تھے اور سلیمان نے

سُلَيْمٍ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينُ كَفَرُوا يَعْلَمُونَ

کفر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ انہی شیطانوں نے کفر پیدا کیا تھا کہ وہ لوگوں کو جادو

النَّاسِ السِّحْرَ وَمَا أَنْزَلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابِلَ

سکھاتے تھے، اور (پیروی کی) اس کی جو اہل ہیں مانتے اور مانتے

۱۔ اس آیت میں ہر دو کی ایک اور  
بے راہ روی کا ذکر ہے اور وہ ہے کہ جو  
آسانی کتاب اور حقائق مذہب کی حقیقت  
حاصل کرنے کے وہ جادو و سحر میں پڑ گئے  
ہیں اور اسے اپنا کمال سمجھنے لگے ہیں۔ سحر  
کی اشاعت کی ابتدا وہ وہیں سے ہوئی  
نئی ہے جن میں ایک ازہل خدا تھا اور  
ایک نبی صوری طور پر بھیج تھا جو اس میں بظاہر  
عریض سے کیا گیا۔ پہلا ذریعہ شیاطین نے اس کی  
تفصیل جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے یہ  
ہے کہ چونکہ جناب سلیمان کو حقائق کی جانب سے  
اصناف غلو تات پر غیر معمولی اقتدار عطا فرمایا گیا  
تھا۔ شیاطین نے ان کے بعد گرا ہی غلو کی کا  
یہ سامان کیا کہ جادو کے قواعد حاصل کر لے کر  
ان پر یہ سحر خانی قائم کر دی کہ وہ علمی ذخیرہ  
جو حضرت بن برخیان نے سلیمان بن داؤد کے  
ریضہ فراہم کیا تھا۔ اس کتاب کو انھوں نے  
تحت سلیمان کے نیچے دفن کر دیا۔ وراثت  
سلیمان کے بعد لوگوں کو وہ کتاب ملی اور  
مہنت سے لوگوں کے لیے مسبب کفر ہو گیا۔  
وہ کہنے لگے کہ بس معلوم ہو گیا کہ سلیمان جو غیر  
معمولی قدرت اور سلطنت کے مالک تھے، وہ  
منجانب اللہ نہ تھے بلکہ اسی سحر کا نتیجہ تھے۔ چونکہ  
اس نوشتہ کی ذمہ داری جناب سلیمان پر تھی  
کی جارہی تھی۔ اسی لیے آیت میں یہ دفع مسئل  
ضروری سمجھا گیا ہے کہ سلیمان نے یہ کفر نہیں کیا  
تھا بلکہ شیاطین نے کیا تھا۔ بیان کفر سے  
مراد سحر اور اس کا اعتقاد ہی معلوم ہوتا ہے۔



هَارُوتَ وَهَارُوتَ وَمَا يَعْلَمِينَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ

دو فرشتوں کا نام تھا اور نہ دونوں کسی کو اس وقت تک کچھ نہیں بتائے تھے

يَقُولَ لَا إِنَّمَا أَنْتَ مُنْجِنُ قَوْمِكَ فَلَا تُكْفِرْ فَيَتَعَلَمُونَ

بیت تک نہ کہہ دیں کہ ہم بس ایک ذریعہ آزمائش ہیں تو تم کہیں کافر نہ ہو جانا مگر وہ لوگ ان سے

مِنْهُمَا مَا يَفْرِقُونَ بَيْنَ السَّيِّئِ وَالصَّالِحِ وَمَا يُحِيطُونَ

دیکھتے تھے جس سے کہ مرد اور اس کی بیوی میں جب ایسی مثالیں دیں حالانکہ وہ اس سے

بِضَارَيْنِ يَهْتُمُّ أَحَدٌ بِالْآخَرِ اللَّهُ يَتَعَلَّمُونَ

کسی کو بھی بغیر مشیت الہی کے نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور وہ ایسی باتیں

مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ

سیکھتے تھے جو ان کے لیے مضر ہیں اور مفید نہیں ہیں اور وہ خوب جانتے تھے کہ جو ان چیزوں کو اختیار

مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ

کرے گا۔ اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا اور کس بڑی خفیت پر انھوں نے اپنے افسوس

أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا

کا سودا کیا۔ کاش وہ اس سے باز نہ ہوتے اور اگر وہ ایمان لاتے

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَآتُوا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرًا لَوْ كَانُوا

وہ اپنے بچاؤ کے واسطے کہنے تو اللہ کی طرف کا دارا سا بھی ثواب جو انھیں ملتا وہ کہیں بہتر تھا۔

يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا

کاش نہ اسے چاہتے اسے ایمان لانے والے راعنا نہ کہا کرو

وَقُولُوا أَنْظِرْنَا وَإِصْرًا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ

انظرنا کہا کرو اور بات کو سنا کر ان کافروں کے لیے تو دردناک

أَلِيمٌ ﴿١٤﴾ مَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

نہاں ہے جو کافر ہیں اہل کتاب ہیں یہ لوگ مشرکین ہیں

لَا الْمَشْرِكِينَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ

وہ یہ نہیں پسند کرتے کہ تم پر سے خیر نازل ہو اور ان کی طرف سے

لے دو سوا ذریعہ سحر کی اشاعت کا بتایا گیا ہے۔ دو فرشتوں کو جن کا نام ہاروت و ہاروت تھا۔ اس اشاعت کا مرکز بابل تھا جسے اب بصریہ میں عراق کہا جاتا ہے۔ قرآن نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ یہودیوں دونوں جگہ کا سحر مانج سے فیلطین کا بھی تھا۔ بابل کا بھی۔ دوسرے سحر کے ذکر میں اس نے دونوں فرشتوں کی شان عصمت کا تحفظ کیا ہے چونکہ ان کے متعلق اسرائیلیات میں ایک حکایت مشہور تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ان دونوں فرشتوں کو انسانی جذبات سے کرکھیا گیا تھا۔ جس کے بعد عراق کی ایک ناحشہ عورت زہرہ سے ان کا تعلق ہو گیا اور اب وہ اسی ناحشہ کے ساتھ عذاب الہی میں گرفتار ہیں۔ قرآن نے ان فرشتوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بے گناہی کا ثبوت دے کر زمین انسانی کو ان کی نسبت قائم کرنے سے الزامات سے بھی رہی جانے کی طرف مائل کیا ہے۔ قابلِ توجہ اور حدیث جو قرآن سے مطابقت رکھتی ہے یہ ہے کہ یہ فرشتے انسانوں کی صورت میں خالق کی طرف سے اس لیے بھیجے گئے تھے کہ وہ لوگوں کو ساحرین کے سحر کے مقابلہ میں مستحبات میں اور جس کو وہ یہ تدابیر سکھاتے تھے اسے قسبہ کر دیتے تھے کہ دیکھو یہ سحر ذریعہ سے تم ایک عرض امتحان میں مراد ہے کہ اس کو بس دفعیہ سحر میں صرف کرنا خود ساحر نہ بن جانا مگر لوگوں نے ان کی اس تنبیہ سے صحیح اثر نہ لیا اور تمہا بھی کہہ دیتے ساحر بن گئے۔

۱۲ عربی زبان کے لحاظ سے اس لفظ کے استعمال میں کوئی عورت نہ تھی مگر عربی میں یہ لفظ دشنام کے معنی پہنچا کرتی ہے۔ یہودی اس لفظ کو اسی نیت سے استعمال کرتے تھے لہذا اس سے منع کر دیا گیا۔



رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ

کئی بھلائی کی صورت ہو۔ حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اور

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۱۰۵ مَا نَسْنَحُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا

اللہ بڑے فضل و کرم والا ہے۔ جس آیت کو ہم غسوخ کرتے ہیں یا وہ بھلا دی جاتی

نَا تَبْخَيْرُ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى

ہے تو ہم اس سے بہتر یا اس کے مثل وغیرہ نازل کر دیتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۰۶ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مَلَكٌ

ہر بات پر قادر ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ ہی کے لیے ہے مسلمانوں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ

اور زمین کی سلطنت۔ اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی یار و

وَرَى وَلَا نَصِيرٌ ۝۱۰۷ أَمْ تَزِيدُ وَنَ أَنْ تَسْأَلُوا

مددگار نہیں ہے۔ یا کیا تم چاہتے ہو اپنے رسول سے ویسا

رَسُولَكُمْ كَمَا سَأَلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ ۖ وَمَنْ

سوال کرو جیسا اس کے پہلے موسیٰ سے کیا گیا تھا۔ اور جو

يَتَّبِعُ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءً

ایمان کے مرض میں کفر اختیار کرے گا وہ یقیناً سیدھے راستے سے

السَّبِيلِ ۝۱۰۸ وَذَكِّرْ مَنْ أَهْلَ الْكِتَابِ لَوْ يَرَوْكُمْ

بھابھ کیا۔ بہت سے اہل کتاب کی دلی خواہش یہ ہے کہ کسی طرح ایمان کے

مِنْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كَفَّارًا ۖ حَسَدًا مِنْ عِنْدِ

پس ایمان تم لوگوں کو کافر بنا لیں۔ صرف حسد کی وجہ سے جو ان کے

أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا

انفس میں ہے جو وہ دیکھ چکے تھے ان پر ظاہر ہو چکا ہے، تو تم انہیں معاف

وَأَصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلَى

کہتے رہے اور وہ لوگوں سے کام لے گا اس وقت تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے، یقیناً اللہ ہر چیز

۱۰۵۔ یہود و نصاریٰ کے رسالت ختم النبیین پر جو  
ایجادات تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ یہ  
کیونکر ممکن ہے کہ خالق خود اپنی سابق کتاب  
اور شریعت کو غسوخ کرتے؟ کیا اس کے  
احکام میں خلل کا امکان ہے یا اس کی رائے  
میں تبدیلی ہوتی ہے اور وہ اپنے لیے پریشان  
ہو جاتا ہے؟ پھر انہی دلائل سے مسلمانوں ایک  
طبقہ تحت ریاست البیہ میں برا کا منکر ہو  
گیا۔ اس آیت میں اسی اعتراض کا جواب ہے  
اور بتایا گیا ہے کہ دوسری شریعت اور کتاب کی  
ضرورت وہ وہ جس سے پڑا کرتی ہے۔ ایک تو  
یہ کہ حالات اور مصالح کی تبدیلی کی وجہ سے  
اب پہلے احکامات سے مناسب نہیں رہتے تھے  
کہ یہ جو عمر کے احکام اور دوسرے یہ کہ پہلے قانون  
کو دنیا والوں نے تصرف و تحریف کیے باطل  
نیافتا کر دیا اس لیے جدید شریعت اور کتاب  
میں اس حکم کی تجدید کی گئی ہے۔ خیر منہا  
سے پہلی قسم وہ ہے اور مثلاً اسے دوسری  
قسم حکمت کی تبدیلی کے حکم میں تبدیلی نہ تھی  
جہاں یہ زہد یا بیگم نہ عین تقصائے علم  
قدرت ہے۔



كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۰۹ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

پرستار ہے ۔ اور نماز ادا کرتے اور زکوٰۃ دیتے رہو

وَمَا تَقْدِرُوا إِلَّا أَنْفُسُكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ

اور جو کچھ تم اپنے لیے نیک کاموں کا ذخیرہ آگے بھیج دو گے اُسے اللہ کے یہاں

اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۱۱۰ وَقَالُوا لَنْ

موجود پاؤ گے ، یقیناً اللہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہرگز

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصْرِيًّا

جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر وہی کہ جو یہودی یا عیسائی ہو

بَلَاكُ أَمَانِيهِمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

یہ انہی کی خود آواز نہیں ہیں کہہ کہ تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش

صِدْقِينَ ۝۱۱۱ بَلَىٰ أَمِنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ

کہہ کہیں نہیں جو اپنے کو اللہ کے سامنے جھکا دے اور وہ

مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

حسن میں بھی رہتا اور ضرور اُس کے پُرکار کے پاس اُس کا اجر ہے اور نہ انہیں کوئی خوف ہوگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۱۱۲ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرِيَّةُ

اور نہ کبھی انیسویں ہوگا ۔ اور یہودی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا مذہب

عَلَىٰ شَيْءٍ غُصٍّ وَقَالَتِ النَّصْرِيَّةُ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ

کچھ نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودیوں کا مذہب کچھ نہیں

شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ

عالمان کہ سب اسی ایک کتاب کے پڑھتے ہیں یہودی وہ جو علم

لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

کہتے ہی نہیں کہنے لگے انہی کی بات اب اللہ ان کے درمیان قیامت کے

الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝۱۱۳ وَمَنْ أَظْلَمُ

نہ اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا جس میں یہ اختلاف کرتے رہے ہوں گے اور اس سے بڑھ کر ظالم

۱۔ یہودی کہتے تھے کہ نجات صرف یہود سے وابستہ ہے اور نصاریٰ کا قول تھا کہ نجات صرف عیسائیت میں منحصر ہے۔ تو ان کے یہ دونوں جہتوں کے لیے ایک مشترک نقطہ "الکتاب" کا صرف کر کے ان کا مذاکرہ کیا ہے لہذا ان دونوں کے عقیدوں کو سمجھ کر مشترک طور پر ان کا نقل قول کیا۔  
۲۔ وہ ظاہر تو کرتے تھے اپنے اس آؤں کو بطور خبر اور وہ بھی قسم قسم کے ساتھ مگر قرآن نے اس کے جواب میں ظاہر کیا ہے کہ بطور واقعہ ان کو اس کے کہنے کا کوئی حق نہیں۔ ان ان کو قرآن میں یہ شک ہی نہیں لیکن ان انفسوں کے پورے ہونے کا کوئی قرینہ نہیں ہے۔ اسی لیے اسانی کی لفظ صرف کی گئی اور اگر ایسے قریبات ہیں جن کے پورے ہونے کا قرینہ پایا جاتا ہے تو ان کے لیے احادیث میں کلمہ اسما کی لفظ صرف کی جاتی ہے یعنی امیدیں۔ حالانکہ امید کے لیے بھی پورے نہ ہونے کا امکان ہوتا ہے مگر قریباں کے وقوع کا کچھ نہ کچھ سامنے ہوتا ہے اور ان میں ایسا بالکل نہیں ہوتا بلکہ صرف اپنے ذاتی مفادات کی پیروی ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔



مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ

کون ہوگا کہ جو اللہ کی مسجد میں نامِ خدا لیے جانے کو روکے اور اُن کی پرہیزی

فِي خُرَابِهِمْ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا

کی کرشمی کوئے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اس کا حق نہیں کہ وہ ان مسجدوں میں داخل ہوں

الْآخِرِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي

آخرت کے ڈرتے پڑتی چیزیں چھ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور اُن کے لیے آخرت

الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ

میں بڑا عذاب عظیم ہے اور اللہ کے مشرق اور مغرب دونوں

فَإِنَّمَا تَوَلَّوْا فُتُوحَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَسِعَ عِلْمُهُ

ہی میں تو جہدِ تم رخ کر اور اللہ کی مرضی مل سکتی ہے نصیب اللہ وسعت اللہ بڑا علم رکھنے والا

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۚ سُبْحٰنَہٗ ۚ بَلْ لَّهٗ مَا فِي

ہے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی بیٹا اپنے لیے قرار دیا ہے بڑی ہی جہ اس کی فطرت بلکہ اس کا ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهِ قَٰنُونٌ ۝۱۱۹ بَدِيعُ

بڑے آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے سامنے جگے ہوئے ہیں وہ آسمانوں کا اللہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَٰزِقُہٗمَا يَقُوْلُ

زمین کا رزق دہنے والا اور جب وہ کسی بات کو چاہے کہہ دیتا ہے تو پس اُن سے

لَہٗ کُنْ فَيَکُوْنُ ۝۱۲۰ وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ

کہہ دے کہ ہو جائیگا اور جو دانائی سے محروم ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ

لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تٰتِنَا اٰیَةً ۚ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ

ہم سے کلام کہیں نہیں کرتا یا قدرت کی کوئی نشانی ہمارے پاس کہیں نہیں آتی ہمارے

مِنْ قَبْلِہُمْ مِّثْلَ قَوْلِہُمْ تَشَابَہَتْ قُلُوْبُہُمْ

وہ جو ان کے پہلے تھے انہی کی سی بات کہتے تھے ان سب کے دل ملتے جلتے ہوتے ہیں

قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوقِنُوْنَ ۝۱۲۱ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ

ہم نے تو اپنی نشانیاں تصافات صاف پیش کر دی ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین رکھنے پر تیار ہیں ہم نے تم کو حق کے

لہ یہود و نصاریٰ سے بیت المقدس کی

طرف رخ کر کے عبادت کرتے تھے جو یہود سے

سمت مشرق میں رہتے تھے یہ مسلمانوں کے لیے

جب کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا جو سمت مغرب میں

تھا تو انہوں نے اس پر کھستہ یعنی شرمناک

اس کے جواب میں یہ آیت اور اس سورہ کی

متعدد آیتیں جو بعد میں آئیں گی نازل ہوئیں

اس آیت میں اس کی طرف سے واضح کیا گیا ہے

کہ سمت بحیثیت سمت کسی تقدس کی حامل نہیں

اصل نصب العین حکمِ الہی کی تعمیل کو قرار دینا

چاہیے اور جہدِ عمر کے لیے اس کا حکم ہو چلے

خواہ وہ مشرق، اور خواہ مغرب، اسی طرف اُس

کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔

وہ کئی ممکن خاص کی طرف توجہ کی پابندی

وہ عمومی حالات میں نماز فرمائیے کے ہے

یہ مسلمانوں کے مابین یکسانی کی ایک جہتی

نمائاں کرنے کے لیے درجہ حقیقت عبادت

میں اس کا کوئی حائل نہیں اس لیے وہ نماز

اور سجدہ قرآن اور بہت سے حالات میں

نماز ناظر اور بعض اوقات نماز فریضہ میں یہ

پابندی اٹھ جاتی ہے اور جہدِ عمری رخ کرے

جہدِ عمری عبادت و دست ہو جاتی ہے اور وہاں

اس آیت کا مضمون پوری شدت و قوت کے

ساتھ نمایاں ہو جاتا ہے۔



بِالْحَقِّ بِشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَلَا تَسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ

ساتھ بھیجا ہے خوشخبری دینے والا اور ڈرنے والا اور لوگوں کی جواب دہی تم

الْبَحْرِ ۝۱۱۹ وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ

پہنچیں گے اور تم سے یہودی اور عیسائی تو اس وقت تک کبھی خوش نہیں ہو سکتے

حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۚ قُلْ إِنْ هَدَىٰ اللَّهُ هُوَ

جہت تک کہ تم ان کے مذہب کے پیروں پر جاؤ تم کہہ دو کہ جس الہیت تو اللہ کی

الْهَدَىٰ وَلَئِنْ أَتَيْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي

ہدایت ہے اور اگر تم اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آچکا ہے ان کے

جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالِكٌ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيِّ قِ

میں آئے حیلالت کی پیروی کرو تو اللہ کے منتخب کچھانے کے لیے تمہارا نذر کوئی یاد ہوگا

لَا أَصْنِي ۝۱۲۰ الَّذِينَ أَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَلُونَهُ حَقِّ

نہ ہوگا جنہیں ہم نے کتاب دی ہے اور وہ اُسے پڑھنے کا حق ادا

تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ يَكْفُرُ بِهِ

کرتے ہوئے پڑھتے ہیں وہ اُس پر ایمان لے آتے ہیں اور جو اس سے انکار کرتے ہیں

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝۱۲۱ لَيْتَنِي أَسْرَأُ عِیْلَ

تو یہ وہ ہیں جو خسارے میں ہیں اے بنی اسرائیل!

اذْكُرُوا النِّعْمَتِیَ الَّتِیْ أَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَآلِی

یاد کرو نعمت یاد کرو جس سے میں نے تمہیں نوازا اور یہ کہ میں نے تمہیں

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِیْنَ ۝۱۲۲ وَاتَّقُوا یَوْمَ لَا تَجْرَىٰ نَفْسٌ

تمام جہانوں سے زیادہ عطا کیا اور اُس دن سے بچنے کا سامان کرو جب کوئی

عَنْ نَفْسٍ شَیْئًا وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا

دوسرے کو کچھ فائدہ پہنچا سکے گا اور نہ کسی کا کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ

تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ یُبْصِرُونَ ۝۱۲۳ وَإِذَا بَتَلُوا

معاوض کسی کو کچھ فائدہ پہنچا سکے گا اور نہ انہیں کوئی مدد مل سکے گی اور وہ وقت جب ابراہیم کا

۱۔ رسول خدا اگر اس کی بڑی فکرت تھی کہ زیادہ  
زیادہ لوگ ایمان لائیں حالانکہ جنتی کامیابی اس کے  
پیش رو کے لیے تھی جس میں حامل قرآنی نہ کسی  
دوسرے ہی یا رسول کی تشریح میں آیا ہے۔  
پھر بھی مایوس نہیں ہوتے تھے کہ کفر و شرک  
قائم تھے ان کے متعلق آپ کو بہت مدلل ہو گیا  
اس سلسلے کی تفسیر کے لیے اسی سچے مدلل کے گرد  
کرنے کے لیے آتی ہیں کہ ایمان لائے ان لوگوں  
کا فعل ہے اس کی قسم تو حق پر نہیں ہے۔



اَبْرَاهِمَ رَبُّهُ بِكَلِمَتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ اِنِّى جَاعِلُكَ

ان کے پیر و مدکار سے چند باتوں کے ساتھ آسمان لیا اور انھوں نے ان باتوں کو لپکا کر دیا تو ارشاد ہوا کہ تم انہیں

لِلنَّاسِ اِمَامًا ۖ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَبْنٰى

ان کے خاندان کے امام بنائے ہوں۔ انھوں نے کہا اور میری اولاد میں سے، ارشاد ہوا کہ میری طرف سے اس عہد

عَهْدِى الظَّالِمِيْنَ ۝۱۲۴ ۖ وَاذْجَعْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً

ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔ اور ایک وقت وہ تھا جب ہم نے خانہ کعبہ کو تمام لوگوں کا

لِلنَّاسِ وَاَمْنًا ۖ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ

لوگوں اور مقام امن قرار دیا۔ اب تم لوگ مقام ابراہیم کو اپنی نماز

مَصَلٰى ۖ وَعٰهْدُنَا اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ

کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسمعیل کو حکم دیا تھا کہ

طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ

میں سے گھر کر پاک رکھنا طواف کرنے والوں، اعکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود

السُّجُوْدِ ۝۱۲۵ ۖ وَاذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

کرنے والوں کے لیے اور وہ وقت جب ابراہیم نے کہا اے میرے پروردگار میں کو

بَلَدًا اٰمِنًا وَاَرْزُقْ اَهْلَهُ مِنَ الشَّجَرٰتِ ۚ مِنْ اٰمِنٍ

دعا شریبا اور اس میں رہنے والوں کو پھلوں سے دعویٰ عطا کر انہیں کہ جو ان میں

مِنْهُمْ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ

سے اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں، ارشاد ہوا کہ اور جو کفر اختیار کرے گا

فَاَمْتِنَعُهُ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهُ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ۖ

میں اسے بھی پھر دن توڑنے کا پھانسیوں کا پھر اسے بجز دوزخ کے عذاب کی طرف سے بھاڑے گا

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۲۶ ۖ وَاذِىرْ فَعْرٰهٖمَ الْقَوَاعِدَ

اور وہ کیا بُرا ٹھکانا ہے اور وہ وقت جب ابراہیم خانہ کعبہ کی بنیادیں ڈھنچکی کر رہے

مِنَ الْبَيْتِ ۖ وَاِسْمٰعِيْلَ ۖ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ اِنَّكَ

تو اس بات کے سزا دے سکتا ہے اسمعیل سے ہمارے پیر و مدکار ہم سے قبول فرما یقیناً تو

اے امام کے لغوی معنی ہیں جس کی پروری کی جائے۔ مگر یہاں اس میں ایک منصب ہے جس کے لازمی نتیجہ میں مفترض الطاقہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جناب ابراہیم کے لیے عزت و رسالت کے مراتب پر فائز ہونے کے باوجود امتحان کے معیار پر کچھ سے اترنے کے بعد امامت کا اعلان کیا گیا تھا منصب امامت کی رفعت کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امامت لغوی معنی میں ہے۔ پر نبی و رسول کے لیے ثابت ہو سکتی ہے۔ یہی منصب من جانب اللہ ہے ایک مخصوص عہدہ ہے جو عزت و رسالت کے لیے لازم نہیں ہے۔

اے محمد کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان اول سوال ابراہیم تمام ذریت سے متعلق ہی نہ تھا کیونکہ ان کے نصف ظ من ذریتی میں من تبعیضہ جو بعض افراد سے تعلق کرتا تھا ہے لہذا جہاں کریم کے جواب کو دعائے ابراہیم کی رد یا اس میں کمی سمجھنا غلط ہوگا بلکہ یہ دعا سب جہاں کی قبولیت کا اظہار ہے اس کے ابہام کی تشریح کے ساتھ مطلب فقرہ کا ہوتا ہے کہ "ہاں ضرور تمھاری اولاد میں یہ منصب رہے گا۔ البتہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔" ظالم کی تشریح خود قرآن میں ہو چکی ہے کہ ومن يتحد حرد و الله فاولئك هم الظالمون لہذا کہنا کہ کسی نہ کسی حد تک ظالم کے تحت میں داخل ہے اور وہ امامت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔



أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٩﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ

بڑا سنتے والا اور جاننے والا ہے۔ پروردگار! اور یہ عرض ہے کہ ہم دونوں کو اپنی بارگاہ

لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا

میں مسلمان قرار دے اور ہماری نسل میں سے بھی ایک امت قرار دے جو تیری بارگاہ میں مسلم ہو اور ہمیں ہماری

مَنَاسِكَنَا وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنْكَ أَنْتَ الشَّوَّابُ

مطاعت عبادت کے طریقے اکھڑوں سے دکھا دے اور ہماری طرف اپنی مخصوص توجہ مبذول فرمادینا تو بڑا توجہ فرمانے

الرَّحِيمُ ﴿١٣٠﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو

والا اور مہربان ہے۔ پروردگار! اور یہ گزارش ہے کہ ان میں ایک پیغمبر بھی بھیجا جو انھیں سچی

عَلَيْهِمْ آيَاتُكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

آیتیں پڑھ کر سنائے اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کے اخلاق کو درست کرے

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٣١﴾ وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ

یقیناً تو بڑے عزیز و قادر کا مالک اور بڑا حکمت والا ہے اور کوئی ہوگا جو ابراہیم کے مذہب سے

إِبْرَاهِيمَ الْأَمِنِ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ صُطِّفَتْ لَهُ

بدرجہ دینی کرے سہا اس کے جس نے خود اپنے کو بے وقوف بنا رکھا اور ہم نے انھیں دنیا میں بھی

فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٣٢﴾

مستحب کیا اور یقیناً وہ آخرت میں بھی نیکو کاروں میں محسوب ہوں گے۔

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٣٣﴾

جب اُن سے اُن کے پروردگار نے فرمایا: مسلمان ہو، تو اس نے کہا: میں نے تمام جہانوں کے پروردگار

وَوَضَّيْ بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَيْنَكَ وَيَعْقُوبَ طِبْنِي إِنْ

کے سامنے ابراہیم کے اس کے شوق و محبت کی لپٹ میں لے کر اور یعقوب نے بھی اے میرے فرزند!

اللَّهُ أَصْطَقِي لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ

یقیناً اللہ نے تمہارے لیے یہ غرض دین منتخب کر دیا ہے لہذا تم مرتے دم تک مسلم

مُسْلِمُونَ ﴿١٣٤﴾ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ

کیا رہنا تم کو اُس وقت کہیں موجود تھے جب یعقوب کی موت کا

آلہ "مہربان" کے لئے والا یہ صفت بحیثیت  
صفت جو لوگوں میں اور بالخصوص انبیاء  
و مرسلین میں ہمیشہ ہی سے پائی جاتی تھی ابراہیم  
نے اس صفت رکھنے والے کو لفظ "مسلم" سے  
یاد کیا اور اُس وقت سے یہ اصطلاح قائم  
ہو گئی۔ ترجمہ میں ہم نے بجائے اس لفظ کے  
ترجمہ کے اصل لفظ "مسلم" ہی رکھی ہے۔  
آلہ "ہماری" کی اضافت ابراہیم اور اسماعیل  
دونوں کی طرف ہے۔ لہذا امت مسلمہ کے لئے  
کی پیشین گوئی چاہیے اور اسماعیل کے لئے یہ سچائی  
ہو لیکن اس امت میں شمولیت کا اصطلاح قدرت  
کی طرف سے تمام اولاد ابراہیم کو شامل ہوگا  
چاہے وہ نسل اسماعیل سے تعلق نہ رکھتے ہوں



الْمَوْتِ اِذْ قَالَ لِبْنِيِّهِ مَا تَعْبُدُ مِنْ دُونِ الْمَوْتِ

میتاں آیا اور انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس چیز کی عبادت کرو گے

قَالُوا نَعْبُدُ الْهَآءِ وَالْهَآءِ اَبَانُكَ اِبْرَاهِمَ

انھوں نے کہا کہ ہم عبادت کریں گے آپ کے خدا اور آپ کے باپ دادا ابراہیم

اِسْمَاعِيلَ وَاسْحٰقَ الْهَآءِ وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ

اسماعیل اور اسحق کے خدا معبود واحد کی اور ہم اُس کی بارگاہ میں

مُسْلِمُونَ ﴿۱۳۴﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ

مسلم رہیں گے یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی اس کے لیے وہ ہے جو اُس نے کیا اور

لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تَسْأَلُونَ عَنْهَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۵﴾ وَ

تجھ کے لیے وہ ہے جو تم کو ملے گا اور نہ جو تم کو کچھ کرتے تھے اُس کی جواب دہی تم سے نہیں ہوگی۔ اور وہ

قَالُوا كُونُوا هُودًا اَوْ نَصْرٰى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةِ

کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ یا عیسائی تو رہو یا مسلمان ہو جاؤ کہہ دو کہ ہم سب ایک

اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَوْلًا

ایک ہی حق کے پرستار ابراہیم کے نمبر کے سمجھتے ہیں اور وہ مشرک کرنے والوں میں سے نہ تھے کہہ دو کہ

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرٰهٖمَ

ہم تو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اُس پر کہ جو ہماری طرف بھیجا گیا ہے اور اُس پر کہ جو ابراہیم

وَاسْمَاعِیْلَ وَاسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ وَمَا

اسماعیل اسحق یعقوب اور اسباط پر اتارا گیا اور جو

اَوْوٰی مُوسٰی وَعِیْسٰی وَمَا اَوْوٰی النَّبِیُّوْنَ مِنْ

موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو دوسرے انبیاء کو ان کے

رَاٰیْهِمْ لَا تَفْرِقْ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ نَرٰ

پہنچا ہوا ہر ایک کی طرف سے دیکھا ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور

نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۱۳۷﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ

ہم اُس کی بارگاہ میں مسلم ہیں۔ اب اگر وہ لوگ اسی طرح ایمان سے آئیں جیسے تم

لہ آباد کی لفظ کے اصل معنی تو باپ داداؤں کے ہوتے ہیں مگر چونکہ چچا بھی باپ کا ہم رتبہ ہوتا ہے اس لیے اس آیت میں اسماعیل کو بھی آباد کے ذیل میں ذکر کیا گیا ہے کیونکہ وہ یعقوب کے عالم بزرگوار اسحق کے بھائی تھے اس مسلم نسبت انھیں کے بعد اگر کہا جائے کہ اذہا جناب ابراہیم کے باپ نہیں بلکہ چچا کا ہم تھا تو اسے نص قرآنی کے مخالفت نہیں سمجھا جاسکتا۔

لہ کسی کام کے عمل میں لانے ہی کو لفظ کسب سے ماخوذ کیا گیا ہے اس کا کسب کی اُس سے مطلب سے کوئی تعلق نہیں ہے جسے بعض فرق اسلام کے متکلمین نے عقیدہ جبر پر پردہ ڈانے کے لیے وضع کیا ہے اور خالق کو افعال عباد کا قائل ماننے کے بعد جس کے کوئی معنی ہی نہیں رہ جاتے۔



بِهِ فَقَدْ هَدَوْا وَاجْوَانَ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي

ایمان لائے ہو تو وہ بھی سادہ راست پر ہو جائیں گے اور اگر انھوں نے رو کر دانی اختیار کی تو پھوٹ ڈالنے والے دیہی

شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ج وَهُوَ السَّمِيعُ

ہیں ، اس صدمت میں اللہ ان کے مقابلہ میں تمھاری مدد کرے گا اور وہ سنیے والا اور

الْعَلِيمُ ۱۳۷ صِبْغَةَ اللَّهِ ج وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ

بڑا جاننے والا ہے۔ ہم اللہ کے رنگ سے پر ہیں ، اور اللہ سے اچھا کس کا

صِبْغَةَ نَارٍ وَمَنْ لَهُ عِزٌّ ۱۳۸ قُلْ أَتَحَاجُّونَنَا

رنگ ہوگا اور ہم اُس کے عبادت گزار ہیں۔ کہو کہ کیا تم اللہ کے پاس سے

فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَعِمَّا لَنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ

جہی ہم سے تیار کر دے وہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی پروردگار ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال میں تمھارے لیے اعمال

وَمَنْ لَهُ مَخْلَصُونَ ۱۳۹ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ

میں ہے شک ہم اس کی خالص عبادت کرتے ہیں کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم

وَأِسْمَاعِيلُ وَالْحَقُّ وَيَعْقُوبُ وَالْأَسْبَاطُ كَانُوا

اسماعیل ، الحق ، یعقوب اور اسباط یہودی یا

هُودًا أَوْ نَصْرَى قُلْ أَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ط وَ

یہودی تھے ، ان سے کہنا چاہیے کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ ، اور اُس

مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَ اللَّهِ مِنَ اللَّهِ ط

سے زیادہ ظالم کون ہوگا کہ جو کسی گواہی کو جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے ہے پوشیدہ کرے

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۱۴۰ تِلْكَ

اور اللہ تمھارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ یہ ایک جماعت

أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا

تھی جو گزر گئی۔ اُس کے لیے وہ ہے جو اُس نے کیا اور تمھارے لیے وہ ہے جو تم

كَسَبْتُمْ وَلَا تَسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۴۱ ع

کر دے اور وہ جو کچھ کرتے تھے اُس کی جواب دہی تم سے نہیں ہوگی۔

۱۔ چونکہ یہود اور نصاریٰ کے یہاں  
دین کے اختیار کرنے کے ثبوت میں  
ایک خاص قسم کے رنگین پانی کے ساتھ  
غسل کا رواج تھا جسے اصطلاحاً تعمید  
اور تعمید کہا جاتا ہے اس لیے ان کے  
بالمقابل مسلمانوں کی طرف سے یہ کیا گیا ہے  
کہ تمہیں کسی مصنوعی رنگ کی ضرورت ہوگی  
مگر ہم جو ہیں تو خدا کے رنگ میں رنگے ہوئے  
ہیں یعنی اُس کے دینِ فطرت کے پیرو ہیں  
ہیں کسی ایسے مصنوعی رنگ کی ضرورت  
نہیں ہے۔ دینِ فطرت کو رنگ اس  
اقتدار سے بھی لکھا گیا ہے کہ اُس کے آثار و  
مظاہر ایک مسلمان کی زندگی سے ہرگز  
موتے ہیں اگر وہ سچا مسلمان ہے۔

(تمام شہادتیں سہ شوال ۱۳۶۲ھ میں درج ہیں)





[maablib.org](http://maablib.org)



# ترجمہ منہج البلاغہ

اس عظیم الشان کتاب کے کئی اردو ترجمے اور شرحیں معرض تحریر میں آئیں اور اس کے انمول موتیوں کو اردو کے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی مگر اصل کی خصوصیات ترجموں میں نہ آسکیں اور ارباب ذوق کی تشنگی بڑھتی ہی گئی۔ الحمد للہ علامہ مفتی محمد رفیع صاحب قبلہ نے اس طرف توجہ فرمائی اور شارحانہ حواشی کے ساتھ اس کا ایک واضح و سلیس ترجمہ فرمایا جو صحت و سلاست اور حل نکات و تشریح مطالب کے لحاظ سے تمام تراجم و شرح میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کتاب میں واقعات کا تجزیہ، اعتراضات کا حل، تاریخی پس منظر اور دورِ امیر المومنین کے تاریخی انقلابات و نتائج غرض کہ وہ تمام حقائق جو منہج البلاغہ کے سمجھنے میں ضروری ہیں، شرح و بسط سے درج ہیں۔

اس کتاب کا مقدمہ حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ دام ظلہ نے تحریر فرمایا ہے۔ جو ان کی تحقیقی و تدقیقی کاوشوں کا نتیجہ اور علمی دنیا میں بیش بہا اضافہ ہے۔

اہل علم اور منہج البلاغہ کے حقائق پرور و ایمان افروز مطالب سے ذوق و شوق رکھنے والے حضرات ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں:-  
قیمت ہر حصہ (مجلد) پچیس روپے

آن آرگنائزیشن (پاکستان) فلمنگ روڈ لاہور





مرکز اسناد و کتابخانه ملی  
maablib.org